New Era Magazine
غزل حیات
عشق ظالم
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ازقلم نازیہ راجپوت
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

عشق ظالم

از نازیہ راجپوت

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ شیشے کے سامنے کھڑا تھا خود پہ پرفیوم سپرے کر کے وہ پلٹا

سرخ و سفید رنگت کسرتی جسم کانچ سی بھوری آنکھیں اور گلابی ہونٹ بلاشبہ وہ تیس سال کا بہت خوبصورت نوجوان تھا مگر خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سخت عیاش اور رعب دار شخصیت کا مالک تھا۔

سلیم

وہ دھاڑا

جج جی صاحب

میرا فون کہاں رکھ دیا ہے

صاحب مجھے کیسے پتا ہو گا کہ آپکا فون کہاں ہے

تمھیں نہیں تو تمہارے باپ کو پتا ہے کہ کہاں ہے فون تمھیں کام پہ کس لیے رکھا ہے جاؤ اور جلدی ڈھونڈ کے لاؤ

وہ بیچارا سہم کر وہاں سے چلا گیا

یہ تھا

"ضراب مرزا"

گھر میں کیا گھر سے باہر کیا ہر کوئی اس کے نام سے تھر تھر کانپتا تھا

صاحب آپکا فون

سلیم نے کہا

فون اسکے ہاتھ سے لے کر ایک غصے والی نگاہ ڈال کر وہ وہاں سے نکل گیا

گاڑی پارک کر کے وہ کلب میں جا ہی رہا تھا کہ اچانک اسکی سیل ٹون بجی

"ابے کمینے کہا ہے"

یلماز خان بولا

ضراب کے ہونٹوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی

اپنے پیچھے دیکھ

ضراب بولا

ارے واہ تو کب آیا کمینے یلماز بولا

تجھے پتا ہے نا کہ تیرا بھائی وقت کی بہت پابندی کرتا ہے اور اپنے اصولوں کا خود مالک ہے

ہاں ہاں پتا ہے کہ کیپٹن ضراب مرزا اپنے اصولوں کے خود مالک ہیں

وہ مسکرا دیا

اور سنا جگر کیسا ہے

بس یار اللہ کا بہت کرم ہے

ضراب بولا

اچھا اب اندر چل پارٹی کا موڈ ہو رہا ہے میرا ضراب نے یلماز کو آنکھ ماری

اور اسکے اسطرح سے آنکھ مارنے پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا اور دونوں اندر کی جانب چل دیئے

۔

پارٹی سے واپس آکر وہ سیدھا اپنے روم میں گیا اور چینج کر کے باہر آیا اور سیدھا راحت بیگم کے روم میں گیا

دیکھا تو وہ دعا مانگ رہی تھیں

وہ وہی بیڈ پہ انکے پاس بیٹھ گیا

"آ گیا تو" راحت بیگم نے اسکی طرف دیکھا

وہ مسکرا دیا

"ہاں میری پیاری دادی جان آپ ناراض ہیں مجھ سے کیا" وہ انکی طرف دیکھ کر پوچھ رہا تھا

نہیں میں بھلا اپنے شہزادے سے کیوں ناراض ہوں گی وہ مسکرا کر بولیں

بس مجھے تیری اور عالیہ کی فکر ہوتی ہے کہ میرے بعد تم دونوں کا کیا ہو گا اسی لیے کہتی ہوں کہ اب میرے لیے کوئی بہو لے آ

ارے میری پیاری دادی جان پہلی بات تو آپکو کچھ ہو گا نہیں اور دوسری بات یہ کہ آپکی بہو بھی آ جائے گی فکر کیوں کرتی ہیں وہ انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا وہ اسکے سر میں ہاتھ پھیرنے لگیں اور وہ وہی سو گیا۔

ضراب مرزا اور عالیہ مرزا دو بہن بھائی تھے ضراب کے پاپا شہباز مرزا ایک بزنس مین تھے ضراب کو آرمی میں جانے کا بہت شوق تھا اور وہ اپنی محنت کی بنا پر آرمی میں گیا بھی

اور جلدی ہی ایک بہت اچھی پوسٹ بھی حاصل کرلی ضراب کی بہن عالیہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے ضراب کی لاڈلی تھی وہ بھی ضراب کی طرح خوبصورت تھی عالیہ چوبیس سال کی تھی اور ابھی یونی میں تھی اور اسکا ابھی ایک سال باقی تھا ضراب کی ماما آسیہ مرزا کو گزرے ہوئے پندرہ سال ہو گئے تھے اس ٹائم ضراب کی عمر دس سال تھی انکے جانے کے بعد ضراب پہلے والا ضراب نہیں رہا تھا۔

رباب بیٹا اب اٹھ بھی جاؤ ہاسپٹل سے لیٹ ہو رہی ہو ثانیہ بیگم بولیں

جی مما اٹھ گئی رباب اپنے خوبصورت لمبے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے ہوئے بولی

سرخ و سفید رنگت گہری سبز آنکھیں لمبی صراحی دار گردن اور سرخ رنگ کے ہونٹ وہ اس سادہ سے حلیے میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی اور سورج کی روشنی میں اسکا رنگ مزید چمک رہا تھا

یہ تھی پچیس سالہ

رباب علوی اشفاق علوی کی اور ثانیہ علوی کی بڑی بیٹی اور اس سے چھوٹا بیٹا عمر علوی جو ابھی چوبیس سال کا تھا اور ابھی یونی میں تھا اسکا آخری سال تھا انکی چھوٹی سی فیملی میں

بے پناہ محبت تھی

وہ تیار ہو کے نیچے آئی

اسلام و علیکم انیڈ گڈ مارننگ آل !

و علیکم اسلام آجاؤ میرا بیٹا اٹھ گیا

اشفاق صاحب بولے

رباب مسکراتی ہوئی انکے سامنے آ بیٹھی

جی پاپا اٹھ گئی

ہمممم بیٹا اور سناؤ سب کام وام ٹھیک جا رہا ہے نا میرے بیٹے کا

جی پاپا الحمد اللہ سب ٹھیک جا رہا ہے

مما عمر کہاں ہے ؟

بیٹا وہ یونی کے لیے نکل گیا ہے پوچھ رہا تھا تمہارا

اوہ اچھا ٹھیک ہے میں بعد میں مل لوں گی اس سے ابھی لیٹ ہو رہی ہوں چلتی ہوں مما

پاپا ٹیک کیئر لو یو بوتھ

اوکے بیٹا لو یو ٹو اینڈ یو آل سو ٹیک کیئر اللہ حافظ !

اللہ حافظ !

کہہ کر وہ نکلی گئی تھی۔

رباب آرمی ڈاکٹر تھی اسکے پاپا کا بھی اپنا بزنس تھا مگر اسکا انٹرسٹ میڈیکل کی فیلد میں تھا اور اپنی قابلیت کی بنا پہ وہ آج اس مقام پہ تھی۔

ضراب ناشتے کے ٹیبل پر سے بریڈ کی سلائس اٹھا رہا تھا کہ اچانک شہباز صاحب نے پوچھا

اور بتاؤ بیٹا سب کچھ ٹھیک ہے نا میرا مطلب کہ حالات کنٹرول میں ہیں نا

جی ڈیڈ سب کچھ ٹھیک ہے

ضراب مسکرا کے بولا

بیٹا اس مرتبہ کتنے ٹائم کے لیے فری ہو؟

فلحال تو ایک منتھ کے لیے فری ہوں ڈیڈ

ضراب بولا

ہمممم !

ضراب بیٹا

جی ڈیڈ

شادی کب تک کرنی ہے تم نے

شادی کا نام سن کر ضراب کا حلق کڑوا ہو گیا

"یار ڈیڈ کیا ہو گیا ہے آپ سب کو دادی بھی کل بول رہی تھیں شادی کا جب ہونی ہوئی ہو جائے گی کیوں اپ سیٹ ہو رہے ہیں آپ سب

کہہ کر وہ رکا نہیں اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

ضراب بہت غصے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا اچانک یلماز کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی

یلماز تو

واٹ آ سرپرائز

کیسا ہے جانی

میں ٹھیک ہوں میری جان تو بتا تو کیسا ہے

میں بھی ٹھیک ہوں جگر

چل آ جا میرے کمرے میں چلتے ہیں

ضراب بولا

اوکے چل

سن ضراب آج میرے فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی ہے رات میں تو چلے گا ٹھیک ہے

یلماز بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا

نہیں یلماز آج میرا موڈ نہیں ہے

ابے اوئے تجھ سے پوچھا نہیں ہے بتایا ہے اور میں کچھ نہیں سننے والا سمجھا

ضراب نے اسکو گھور کر دیکھا تو یلماز مسکرا دیا اسکے مسکرانے پہ ضراب بھی مسکرا دیا

اچھا چل نیچے چل کے میرے ہاتھ کی اچھی سی کافی پی

ارے آج ضراب مرزا کافی بنائیں گے وہ بھی میرے لیے

اچھا نا اب زیادہ ڈرامے نہ کر اور چل سیدھے طریقے سے وہ مسکراتے ہوئے بولا

رباب آج جلدی فری ہو گئی تھی ہاسپٹل سے اس لیے وہ جلدی گھر آ گئی

فریش ہو کے نیچے آئی تو دیکھا عمر صوفے پہ بیٹھا نیوز دیکھ رہا تھا

وہ اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔۔

وہ اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی

اسلام و علیکم عمر

تم کب آئی؟

میں بس تھوڑی دیر پہلے آئی

تم بتاؤ کیسی پڑھائی جا رہی ہے

پڑھائی بھی ٹھیک جا رہی ہے الحمد اللہ

تم بتاؤ آپی تمہارا کام ٹھیک جا رہا ہے

ہاں اللہ کا شکر سب ٹھیک ہے

وہ مسکرا کے بولی

ویسے آپی ایک بات بتاؤ

ہمممممم پوچھو

رباب اپنے موبائل میں مصروف تھی

میرے بہنوئی کب تک آجائیں گے ؟

کیا عمر

تم رکو میں بتاتی ہوں بہت باتیں آگئی ہیں نا تمھیں

وہ اسکے پیچھے بھاگی مگر عمر فل سپیڈ میں ہنستا ہوا وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا

وہ بھی ہنس دی

وہ اوپر اپنے کمرے میں آئی تھی کہ اسکی سیل ٹون بجی دیکھا تو مناہل کی کال آرہی تھی

ہیلو

اسلام و علیکم

و علیکم اسلام

کیسی ہو میری جان

ہاں جان میں ٹھیک ہوں تم سناؤ

ہاں ٹھیک ہوں

اچھا سنو رباب آج رات کو میرے بھائی علی کی برتھ ڈے پارٹی ہے اور تم نے آنا ہے

میں کچھ میں سنو گی اوکے۔

ہمممم اوکے ٹھیک ہے رباب مسکرا کے بولی

مناہل انصاری رباب کی بہت کلوز فرینڈ تھی

وہ رات کی پارٹی میں جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا

وائٹ ٹی شرٹ اور بلیو جینز ساتھ میں بلیک کلر کے کوٹ میں وہ بہت دلکش لگ رہا تھا

اسکی سیل ٹون بجی

کتنی دیر ہے جگر

یلماز بولا

ہاں یار بس نکل رہا ہوں

اسنے گاڑی کی چابی لگائی اور گاڑی کو زن سے بھگا لے گیا۔

آف وائٹ کلر کے فراک میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی میک اپ میں ریڈ کلر کی لپ اسٹک اور آنکھوں میں کاجل تھا صرف اور کانوں میں وائٹ کلر کے چھوٹے چھوٹے آویزے پہن رکھے تھے

اور لمبے سیاہ بالوں کو یونہی کھلا چھوڑ رکھا تھا

اسنے اپنا بیگ اٹھایا اور نیچے چلی آئی

مما

وہ بولی

میں اپنی فرینڈ مناہل کے بھائی کی برتھ ڈے پارٹی میں جا رہی ہوں کچھ ٹائم تک آ جاؤ گی

اوکے بیٹا مگر دھیان سے جانا

اوکے مما اللہ حافظ

آدھے گھنٹے میں وہ پہنچ چکی تھی

اسلام وعلیکم میری جان کیسی ہو

وعلیکم اسلام جان میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسی ہو

میں بھی اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہوں

ماشاءاللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو

مناہل بولی

تھینکس جانی

وہ مسکرا کے بولی

مائے پلیر جان

وہ مسکرادی

اچھا آؤ میں تمھیں اور لوگوں سے ملواتی ہوں

اوکے چلو

رباب نے کہا تھا

اور کیپٹن صاحب کیسے ہیں آپ؟

ارے آپ رانا صاحب میں الحمدللہ بالکل ٹھیک آپ سنائیں

میں بھی اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہوں

کہاں ہوتے ہیں آپ آجکل نظر ہی نہیں آتے

ارے رانا صاحب آپکو تو پتہ ہی ہے کہ ہمارا کام وطن کی حفاظت کرنا ہے اور جب تک زندہ ہیں انشااللہ کریں گے تو بس وہی اور آجکل بہت سے نیو بوائز ان ہو رہے ہیں تو انکو ٹرینگ کرنا گائیڈ کرنا وہی بزی ہوتا ہوں

ضراب بولا

ماشاءاللہ بہت اچھی بات ہے سر ہمیں آپ جیسے نوجوانوں پر فخر ہے جو ہمیں اور اپنے ملک کو بچانے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں

تھینکس رانا صاحب یہی تو ہمارا فرض ہے

ضراب مسکرایا

ضراب ضراب

ہاں کیا ہو گیا

چل تجھے کسی سے ملوانا ہے

اچھا رک

او کے رانا صاحب پھر ملاقات ہو گی

او کے سر

ہاں چل اب کس سے ملوانا ہے

چل تو سہی میرے ساتھ

یلماز

اسکو کسی نے آواز دی

آتا ہوں

تو رک میں ابھی آیا

یلماز بولا

وہ پیچھے جانب مڑا ہی تھا کہ ضراب کی بری طرح ٹکر ہوئی کسی کے ساتھ

او آئیم سو سوری پتہ نہیں دھیان نہیں دیا کیسے ہو گیا

اصل میں رباب کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا اور وہ اپنے دھیان میں ہی چلی آ رہی تھی

اور اسکو

نہیں چلا ضراب سے ٹکر ہوتے ٹائم سارا جوس

اسکی ٹی شرٹ پہ گر گیا

واٹ دا ہیل

اندھی ہو نظر نہیں آتا کیا

ضراب کم آواز میں مگر انتہائی غصے میں بولا

میں سوری بول رہی ہوں نا آپکو کوئی حق نہیں ہے کہ اسطرح سے بات کریں مسٹر

جانتی بھی ہو کس سے بات کر رہی ہو؟

ہاں ایک نہایت بد تمیز شخص سے بات کر رہی ہوں

رباب غصے میں بولی

ضراب مرزا نام ہے میرا تمھیں اندازہ نہیں ہے کس سے ٹکر لی ہے تم نے

ہاں مجھے پتہ بھی کیسے ہو گا ویسے بھی آپ جو کوئی بھی ہوں مجھے فرق نہیں پڑتا مجھ سے غلطی سے جوس گر گیا میں نے سوری بول دیا آگے آپکی مرضی ہے مسٹر کھڑوس

رباب کی یہ بات سن کے تو اسکا غصہ ساتویں آسمان پہ جا پہنچا

تمھیں تو میں بتاؤں گا

وہاں پہ سب موجود تھے اس لیے ضراب خاموش رہا

رباب وہاں سے منہ بنا کے چلی گئی

ہاں بھائی اب بول

یلماز بولا

کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا ضراب اور یہ تیری شرٹ پہ جوس کیسے گرا

کچھ نہیں دھیان نہیں دیا تو غلطی سے گر گیا

یلماز

ہاں بول

یہ لڑکی کون ہے؟

کونسی لڑکی

ارے یہ جس نے سفید کلر کا فراک پہن رکھا ہے

اوہاں یہ

یہ رباب ہے مناہل کی دوست

اسکا پورا نام کیا ہے

رباب علوی

علوی نام سن کر اسکی آنکھوں میں وہ سارا منظر آگیا کہ کیسے ان لوگوں نے اسکی ماں کو اس سے جدا کیا تھا جب آسیہ مرزا کی ڈیتھ ہوئی تھی اس ٹائم وہ بچہ تھا مگر اسکے دماغ میں علوی لفظ بیٹھ گیا تھا۔

ضراب تجھے پتہ ہے کہ یہ سٹی کی کافی پاپولر آرمی ڈاکٹر ہے اور اپنے باپ کی لاڈلی بیٹی ہے

ضراب کے چہرے پہ ایک شیطانی مسکراہٹ نے احاطہ کر لیا

اچھا سن

ہمممم بول

یہ آج سے بھابھی ہے تیری

واٹ تو ہوش میں ہے نا

تو تو شادی کے نام سے بھی دور بھاگتا تھا اب یہ سب

میری جان تجھے پتہ ہے نا کہ تیر بھائی کچھ بھی بغیر مقصد کے نہیں کرتا

مطلب کہ یہ لڑکی مجھے اچھی لگی ہے اور یہ ہی تیری بھابھی بنے گی اور کوئی بھی نہیں

ضراب کا دیوانہ پن دیکھ کے یلماز بھی حیران تھا اس وقت ضراب کے دماغ میں کیا چل رہا تھا پتہ لگانا مشکل تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واپسی پہ رباب کا موڈ بہت خراب تھا

بہت ہی کوئی کھڑوس قسم کا بندہ ہے یار

وہ مناہل کو ساری بات بتا رہی تھی کال پہ

یار تمھیں کیا ضرورت تھی ضراب سے پنگا لینے کی

بہت ہی سخت قسم کا بندہ ہے جو کام کرنے کی ٹھان لیتا ہے وہ کر کے ہی رہتا ہے

مناہل فکر مندی سے بولی

ڈونٹ وری جان کچھ نہیں کرے گا تم اس سڑیل کے لیے موڈ نہ خراب کرو

رباب بولی

ہمممم مناہل بولی

کچھ دیر وہ باتیں کرتی رہیں پھر وہ سونے کے لیے چلی گئی

پارٹی سے واپس آنے کے بعد اس نے ایک نمبر ڈائل کیا

"ہیلو "

جی سر آگے سے جواب دیا

ہاں سنو تمھیں میرا ایک کام کرنا ہے منہ مانگی قیمت دونگا

جی جی سر آپ حکم کریں

رباب علوی جانتے ہو اسے

ہاں جی سر یہ تو سٹی کی کافی پاپولر آرمی ڈاکٹر ہیں

ہمممم

اسکا مکمل بائیوڈیٹا یہ کہاں آتی ہے کہاں جاتی ہے کس سے ملتی ہے پتہ لگاؤ

اور ہاں

جی سر حکم کریں

ارسلان علوی

اگر یہ اسکی ہی بھتیجی ہے تو مجھے ابھی ہی رپورٹ کرو اور کام ایک گھنٹے کے اندر ہو جانا چاہیے

اوکے سر

ایک گھنٹے کے بعد اسکو کال آئی

سر آپکا شک ٹھیک تھا وہ وہی ہیں

اس نے کال کاٹ دی تھی

ضراب کی آنکھوں کے سامنے بار بار رباب کا خوبصورت چہرہ لہرا جاتا تھا سب سے بڑھ کر اسکی گہری سبز آنکھیں

ماننا پڑے گا ضراب مرزا

تمہارا دشمن بھی بہت خوبصورت ہے

مزا آئے گا تم سے بدلہ لینے میں تمھیں جیتے جی مارنے میں مزا آئے گا

کہہ کر اسکا قہقہہ بلند ہوا

ویسے تو ضراب مرزا لڑکیوں سے دور بھاگتا تھا لڑکیاں اس پہ مرتی تھیں لیکن آج تک اسکو کوئی ایسی نہیں ملی جس پہ وہ مرے مگر اب رباب کو دیکھ کے ایک دفعہ کے لیے اسکا دل ڈھڑکا ضرور مگر وہ یہ نہیں بھول سکتا تھا کہ وہ اسکی سب سے بڑی دشمن ہے اور اس سے بدلہ لینے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھا

اگلی صبح وہ راحت بیگم کے پاس گیا اور بولا

دادی جان مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے

ہاں بیٹا بولو

دراصل مجھے شادی کرنی ہے

کیا تم اور شادی؟

ہاں کیوں نہیں کر سکتا کیا

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا بیٹا تمھیں تو ابھی شادی نہیں کرنی تھی نہ؟

ہاں پر کیا کروں کسی نے بے چین کر دیا ہے نہ مجھے

ضراب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

اچھا اب جلدی نام بتا میری بہو کا

رباب علوی نام ہے اسکا

نام سن کر راحت بیگم کے چہرے کا رنگ اڑا تھا

کیوں دادی کیا ہوا

ہاں کچھ نہیں ہوا

اچھا آپ ڈیڈ سے بات کر لیں اور میں چاہتا ہوں آپ پرپوزل لے کے جائیں رباب کے گھر

ضراب نے مسکرا کر کہا

راحت بیگم بس مسکرا دیں لیکن اب سچ میں انکو فکر ہونے لگی کہ آگے کیا ہو گا

بعض اوقات انسان جیسا سوچتا ہے ویسا نہیں ہوتا مگر ہمارے بارے میں ہمارا اللہ ہم سے بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا ٹھیک اور کیا غلط ہے۔

بیٹا شہباز اب ساری بات تمھیں بتا دی ہے اب بتاؤ کیا کرنا ہے

راحت بیگم بولیں

امی جان آپکو پتہ ہے کہ پندرہ سال پہلے جو کچھ بھی ہوا اچھا تو نہیں ہوا مگر اس میں رباب کی اور اسکے ماں باپ کی کوئی غلطی نہیں تھی اس سب میں تو ایک دفعہ انکے گھر جا کر رشتہ مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے

ٹھیک ہے بیٹا

جیسے تمہاری مرضی

راحت بیگم بولیں

رات کو سب کھانے کے ٹیبل پہ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک عالیہ بولی

ارے یہ کیا بھائی میرے لیے بھابھی بھی ڈھونڈ لی اور مجھے بتایا بھی نہیں

سب ہنسنے لگے

ارے بھائی کی جان ایسی کوئی بات نہیں ہے تمھاری بھابھی بس اچانک ہی مل گئی اور مجھے موقع ہی نہیں ملا بتانے کا اسکے لیے سوری میری پیاری بہن

ضراب مسکرا کے بولا

اٹس اوکے بھائی

عالیہ مسکرا کے بولی

ہاں بھائی سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے الحمد اللہ

ہممم ٹھیک ہے

اور دادی جان پھر آج آپ اور ڈیڈ جا رہے ہیں نہ؟

ہاں بیٹا ارادہ تو یہی ہے اب آگے اللہ خیر کرے

ضراب اوپر اپنے کمرے میں آ گیا

"بس کچھ وقت اور پھر چڑیا پنجرے میں ہمشیہ ہمشیہ کے لیے قید ہو جائے گی "

تمھیں میری یوں بے عزتی کرنے کا حق کسی نے بھی نہیں دیا اور تمھیں بہت شوق ہے نا آگ میں ہاتھ ڈالنے کا

تمھیں اس بے عزتی کی بہت بڑی قمیت چکانی پڑے گی رباب علوی بہت بڑی قمیت اور ویسے بھی تم سے کچھ پرانے حساب کتاب چکتا کرنے ہیں

یہ سوچ کر ضراب کے چہرے پہ خوبصورت مگر خطرناک مسکراہٹ بکھر گئی

رباب بیچاری اس بات سے بالکل انجان تھی کہ زندگی اسکے ہاتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے

اسلام و علیکم

راحت بیگم اور شہباز صاحب نے سلام دیا

و علیکم اسلام

اشفاق اور ثانیہ بیگم نے جواب دیا

آپ لوگ آئیں نا اندر آئیں

سب اندر جا کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے

وقار جاؤ جا کر کھانے کا انتظار کرو اور ٹھنڈا بھی لے کر آنا

ارے نہیں نہیں بھابھی آپ یہ سب زحمت نہ کریں

ہم بس تھوڑی دیر کے لیے آئیں ہیں اور کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ دونوں سے

اچھا تو وقار تم چائے لے آؤ سب کے لیے

دراصل آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے ہم اچانک اتنے ٹائم کے بعد کیسے

ارے نہیں نہیں بھائی صاحب ایسی کوئی نہیں ہے

بیٹا تم بھی میرے بیٹے جیسے ہو

راحت بیگم بولیں

جی جی ماں جی آپ بولیں کیا بات ہے

راحت بیگم بولیں

اصل میں میرا پوتا ضراب تمہاری بیٹی رباب کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ پسند کرتا ہے آپکی بیٹی کو

اشفاق صاحب اور ثانیہ بیگم نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا

اور پھر اشفاق صاحب بولے

مگر ہمارے بچے پندرہ سال پہلے کیا ہوا کچھ نہیں جانتے

ہاں بیٹا اور بہتر بھی یہ ہی ہے کہ وہ کچھ نہ جانے اس بارے میں

راحت بیگم بولیں

شہباز بھائی میں ایک بار اپنی بیٹی رباب سے پوچھنا چاہوں گا اس بارے میں ہمیں تھوڑا ٹائم دیں

ٹھیک ہے اشفاق بھائی آپ لوگوں کو جتنا ٹائم چاہیے آپ لے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے

ٹھیک ہے تو پھر ہمیں اجازت دیجیئے

شہباز صاحب بولے تھے

اسلام و علیکم آل

و علیکم اسلام

میرا بچہ آ گیا

جی پاپا آ گئی

تھک گئی ہو گئی نا

جی پاپا بہت تھک گئی ہوں

اوکے بیٹا جا کے آرام کرو

اوکے پاپا تھنکس

کہہ کر وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی

شام کو وہ سو کر اٹھی اور شاور لے کر نیچے آ گئی

رباب بیٹا مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے

جی پاپا بولیں میں سن رہی ہوں

اشفاق صاحب اور ثانیہ بیگم نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا پھر اشفاق صاحب بولے

دراصل بیٹا تمہارے لیے شادی کا پرپوزل آیا ہے

اچھا

کون لوگ ہیں وہ آئی مین انکے بیٹے کا نام کیا ہے

شہباز مرزا کے بیٹے ضراب مرزا پرپوزل آیا ہے تمہارے لیے

واٹ ضراب مرزا

ضراب کا نام سن کے رباب نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا

اچانک ہی اسکا دل ڈھڑکا کیوں ڈھڑکا اسکا جواب تو اسکے پاس بھی نہیں تھا

ہاں بیٹا

اس میں غلط کیا بات ہے خوبصورت پڑھا لکھا نوجوان ہے دنیا تعریف کرتی ہے اسکی اور

اچھا لڑکا ہے

مما ہو گا اس میں یہ سب مگر مجھے فلحال شادی نہیں کرنی میں اور آگے جانا چاہتی ہوں

سوری مما پاپا آپ پلیز مجھے غلط نہ سمجھیں بٹ ابھی شادی نہیں کرنی مجھے

کہہ کر رباب رکی نہیں اور وہاں سے نکلتی چلی گئی

اب بتائیں اشفاق آپکی لاڈلی نے تو منع کر دیا ہے تو کیا جواب دیں گے ان لوگوں کو

ثانیہ بیگم بولیں

کیا جواب دیں گے بول دیں گے کہ ابھی ہماری بیٹی شادی نہیں کرنا چاہتی

اور کیا

اشفاق صاحب بولے

اور ثانیہ بیگم نے انھیں بس خاموش نظروں سے دیکھا

اگلے دن اشفاق صاحب نے شہباز صاحب کو فون کیا اور ساری بات بتائی اور ساتھ میں معزرت بھی چاہی

اسلام و علیکم آل

ضراب اندر داخل ہوا

وہ باہر اپنے دوستوں کے ساتھ گیا ہوا تھا

وعلیکم اسلام

آؤ بیٹا ہم تمہارا ہی ویٹ کر رہے تھے

جی ڈیڈ بولیں کوئی بات ہے کیا

ہاں ابھی اشفاق کا فون آیا تھا

اچھا پھر کیا کہا انھوں نے

رباب نے شادی سے انکار کر دیا ہے

یہ سن کر ضراب کو سخت قسم کا طیش آیا پھر جو اسنے کیا

اسکے ہاتھ میں پانی کا گلاس کو اسنے اتنے زور سے دبایا کہ وہ ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا

اور کچھ ٹکڑے اسکے ہاتھ میں بھی چبھ گئے

بیٹا یہ کیا پاگل پن ہے دیکھو تمہارے ہاتھ سے کتنا خون بہہ رہا ہے

راحت بیگم فکر مندی سے بولیں

ضراب دیکھو بیٹا

کیا دیکھوں ڈیڈ

آپکو پتہ ہے کہ جو چیز ضراب مرزا کو اچھی لگتی ہے اسکو وہ حاصل کر کے ہی رہتا ہے اور اگر رباب نے مجھ سے شادی کے کیے ہاں نہ کی تو میرا نام بھی ضراب مرزا نہیں

جسٹ ویٹ اینڈ واچ

راحت بیگم نے فکر مندی سے شہباز صاحب کی جانب دیکھا تھا

ضراب باہر جا رہا تھا کہ اچانک راحت بیگم نے اسکو آواز دی

بیٹا دیکھو ابھی تک تم نے ہاتھ پہ بینڈیج نہیں کی کتنا خون ضائع ہو گیا ہو گا

دادی جان جس نے مرہم دیا ہے وہی مرہم لگائے گی

ضراب نے مسکرا کر راحت بیگم کو دیکھا اور باہر نکل گیا

آج رباب نے سبز رنگ کی قمیض کے نیچے بلیک کلر ٹائٹ پہن رکھی تھی بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے جس میں سے دو لٹیں نکل کے اسکے خوبصورت ہونٹوں کو چھو رہی تھیں

وہ تیار ہو کے نیچے آئی

رباب بیٹا ناشتہ تو کر لو

نہیں مما میں لیٹ ہو گئی ہوں

وہی کچھ کھا لوں گی

او کے بیٹا اللہ حافظ

او کے مما

اللہ حافظ

ضراب آج جلدی اٹھ گیا اور ناشتہ کر کے تیار ہو گیا اور ہاسپٹل کے لیے نکل گیا

"آج تیار رہنا رباب علوی کیوں کے آج تمہارا سب سے بڑا دشمن خود چل کے تمہارے پاس آ رہا ہے "

وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اسکی سیل ٹون بجی

ہیلو سر

ہاں بولو

کام ہو گیا جیسے آپ نے کہا تھا

اوکے گڈ تمہارا انعام جلد ہی مل جائے گا

اوکے سر

اور اب کی بار ضراب کا قہقہہ بلند ہوا تھا

رباب اپنے روم میں تھی کہ اچانک ایک نرس روم میں آئی

ڈاکٹر رباب

جی سسٹر

باہر کوئی پیشنٹ آیا ہے انکا ہاتھ کافی زخمی ہے۔

مگر وہ بول رہے ہیں کہ صرف آپ سے بینڈیج کرائیں گے ورنہ نہیں کروائیں گے

اچھا ایسا کون ہو سکتا ہے

آچھا آپ انکو اندر بھیج دیں

اوکے ڈاکٹر

نرس بول کر نکل گئی

دروازے پہ دستک ہوئی

یس کم ان

رباب بولی

اسلام و علیکم

ضراب نے کہا

ضراب کو دیکھ کے رباب کو نہایت غصہ آیا مگر خود پہ قابو پاتے ہوئے اسنے کہا

و علیکم اسلام

مسٹر مڑیل آپ یہاں کیسے

کیوں نہیں آسکتا کیا؟

نہیں میں نے ایسا کب کہا

ہمممممم

ویسے آج سے پہلے آپ جتنا گھٹیا شخص میں نے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔۔

اور اسکے اسطرح بولنے پہ ضراب ہنسا

اور بولا

ٹھیک کہا مس مرچی

میں گھٹیا ضرور ہوں مگر صرف آپکے معاملے میں

مطلب

رباب نے پوچھا

ضراب نے روم کو لاک کیا

واٹ ربیش

یہ کیا کر رہے ہیں آپ

آپکی ہمت بھی کیسی ہوئی روم کو لاک کرنے کی میں ابھی گاڈز کو بلاتی ہوں

وہ جانے ہی لگی کہ ضراب نے اسکے کو بازو سے پکڑ کر کھینچا وہ اسکے سینے سے آ لگی

ایک مرتبہ پھر دونوں کے دل ڈھڑک اٹھے

چھوڑیں مجھے یہ کیا کر رہے ہیں آپ یہ

مگر نجانے اسکی آنکھوں میں کیسا سحر تھا وہ کھو سا گیا

لیکن اگلے ہی لمحے

میں نے آپکے گھر پر پوزل بھیجا تھا لیکن آپنے انکار کر دیا اچھا نہیں کیا اور آپکو ہاں کرنی ہی ہو گی ویسے بھی میں اپنی بے عزتی نہیں بھولا ابھی تک

آپ ہوش میں ہیں کیا بات کر رہے ہیں میں ہر گز آپ جیسے شخص سے شادی نہیں کروں گی

اوہ رئیلی

یار رئیلی

اوکے ویٹ

اسنے ایک اپنے فون میں رباب کو ایک پک دکھائی اور پک دیکھ کے رباب کے ہوش اڑ گئے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ کوئی اور نہیں اسکا اپنا چھوٹا بھائی عمر تھا اسکو ضراب کے بندوں نے اٹھالیا تھا

دیکھا مس مرچی آپکا لاڈلہ چھوٹا بھائی عمر علوی

اگر اسکی سلامتی چاہتی ہو تو شادی کے لیے ہاں کردو ورنہ تم خود سمجھدار ہو آگے

ضراب نے کہا

میں تمہاری جان لے لوں گی ضراب مرزا

اتنی ہمت نہیں ہے تمہاری

سمجھی ضراب غرایا

اور پھر ایک جھٹکے سے رباب کو چھوڑا

اور جا کر دروازے کو ان لاک کیا اور پھر واپس آیا

چلو شاباش یہ رونا دھونا بند کرو اور دو گھنٹے ہیں تمہارے پاس مجھے ہاں میں جواب چاہیے

اور مجھے امید ہے کہ تمہارا جواب ہاں میں ہی ہو گا کیوں کے تم اپنے بھائی سے بہت پیار کرتی ہو ہے نا اور ہاں میں تو باتوں باتوں میں بھول ہی گیا کہ کل تمہاری یاد میں اپنے ہاتھ کو نقصان پہنچا لیا تھا میں نے

اور پھر وہ اسکے قریب آیا اور بولا

زخم تم نے دیا ہے تو مرہم بھی تم ہی لگاؤ گی

رباب کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے

ناچاہتے ہوئے بھی اسنے اسکے ہاتھ پہ بینڈیج کی بینڈیج کرتے ٹائم وہ مسلسل اسی کی جانب دیکھ رہا تھا تھی تو وہ اسکی دشمن لیکن اسکی خوبصورتی اور معصومیت نے اسکو حیران کر دیا تھا بدلے کے ساتھ ساتھ وہ اسکی ضد بھی بن چکی تھی

ڈاکٹر رباب

نرس آکر بولی

جی سسٹر

باہر باقی پیشنٹ بھی ویٹ کر رہے ہیں

اوکے آپ جاہیں میں آرہی ہوں پانچ منٹ میں

اوکے ڈاکٹر

اوکے مس مرچی میں چلتا ہوں اور ہاں

میں ویٹ کروں گا آپکے جواب کا اور یہ رہا میرا نمبر اس پہ آپ کال کریں گی

اینڈ یور ٹائم سٹارٹ ناؤ

بائے اسکو آنکھ مارتا ہوا وہ وہاں سے نکل گیا

اسکے جاتے ہی رباب واشروم میں چلی گئی اور واشروم میں جا کر اسنے رونا شروع کر دیا

کیا کروں کیا کروں

نہیں میں عمر کو کچھ نہیں ہونے دوں گی

خود سے کہہ کر اسنے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر نکل گئی

گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی اور ساتھ ہی ضراب کا نمبر ڈائل کیا

ارے واہ کیا بات ہے اتنی جلدی ہی میری یاد بھی آ گئی

بکواس بند کریں

اچھا جی

چلو پھر بولو کیا بات ہے

میں تیار ہوں شادی کے لیے

کیا ایک دفعہ پھر سے بولو

اب کی بار رباب کو بہت غصہ آیا مگر وہ کنٹرول کر گئی

میں آپ سے شادی کرنے کو تیار ہوں

ہمممم اچھی بات ہے سمجھ گئی جلدی ہی

اب پلیز میرے بھائی کو چھوڑ دیں

ٹھیک ہے وہ اب سے کچھ ٹائم کے بعد بالکل سلامت تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو گا

ٹھیک ہے

رباب بولی

اوکے فیوچر وائف اپنا خیال رکھو ویسے بھی اب کچھ ٹائم ہی اپنا خیال رکھنا پڑے گا تمھیں خود کیوں کے بعد میں پوری زندگی میں نے ہی جو رکھنا ہے تمہارا خیال

غصے میں آکر رباب نے کال کاٹ دی تھی

اور رباب کے کال کاٹنے پہ ضراب دلکشی سے ہنسا تھا

اور عمر کچھ ہی دیر میں گھر بالکل ٹھیک پہنچ گیا تھا رباب نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا

عمر نے گھر میں اس بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہا تھا کہ وہ پچھلے تین گھنٹے سے کہاں تھا کیوں کے اسکو قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا اور وہ کسی کو بتا کہ پریشان بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اسنے گھر میں سب کو بول دیا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے گیا تھا مگر رباب اس بارے میں جانتی تھی اور وہ چاہ کر بھی اس بارے میں کسی کو نہیں بتا سکتی تھی

رباب نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا مانگنے لگی دعا مانگتے وقت اسکی خوبصورت

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

یااللہ میں نے جو فیصلہ لیا ہے وہ بہت بڑا ہے مجھے آپکی مدد کی سخت ضرورت ہے پلیز میری مدد کریں اور مجھے ہمت اور بہت سا حوصلہ عطا کریں آمین ثم آمین

مما پاپا مجھے آپ دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے

رباب بولی

ہاں بیٹا کرو

میں تیار ہوں ضراب مرزا سے شادی کے لیے

کیا مگر کیوں بیٹا

تم نے منع کر دیا تھا نا تو اب کیا ہوا

اشفاق صاحب بولے

دراصل پاپا میں آپکی اور مما کی باتیں سوچتی رہی کل رات اور مجھے لگتا ہے آپ دونوں ٹھیک ہی کہہ رہے تھے ویسے بھی تو شادی کرنی ہی ہے نا ایک نہ ایک دن تو اس لیے

اچھا بیٹا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی

ہاں مگر ہم نے انکو انکار کر دیا تھا نا کیا سوچیں گے وہ لوگ ہمارے بارے میں

ثانیہ بیگم بولیں

ارے تم اس بات کی فکر نہ کرو میں شہباز سے بات کر لوں گا

اشفاق صاحب بولے

یہاں آؤ بیٹا

اشفاق صاحب نے رباب کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سینے سے لگا لیا

اللہ میرے بچے کو بہت سی خوشیاں دے

آمین ثم آمین

ثانیہ بیگم نے کہا

رباب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کچھ گالوں پہ بہہ نکلے

کیونکہ وہ جانتی تھی آگے ضراب اسکے ساتھ کیسا سلوک کرے گا لیکن اسکو یہ سمجھ نہیں

آرہا تھا کہ ضراب نے کہا تھا کہ تم سے کچھ پرانے حساب کتاب چکتا کرنے ہیں اسکا کیا مطلب ہے بہت سے سوالوں اسکے دماغ میں چل رہے تھے۔

اشفاق صاحب نے شہباز صاحب کو فون کر کے خوشخبری دی راحت بیگم تو خوشی سے نہال ہو گئیں وہ اپنے سارے ارمان پورے کرنا چاہتی تھیں اپنے پوتے کی شادی میں اور پھر شادی کی تاریخ رکھ لی گئی دو ہفتوں کے بعد رباب کو ہمشیہ ہمشیہ کے لیے ضراب کا ہو جانا تھا۔

دونوں گھروں میں زوروں شور سے شادی کی تیاریاں جاری تھیں

ابھی ابھی شاور لے کر آئی تھی کہ اچانک اسکی سیل ٹون بجی

دیکھا تو ضراب صاحب کی کال آرہی تھی

اسکے چہرے کے زاویے بگڑے

ہیلو

اسلام و علیکم

روحی

وعلیکم اسلام

یہ روحی کون ہے؟

رباب نے پوچھا

تم

آج سے میں تمھیں روحی بلایا کروں گا اور روحی کے نام سے تمھیں صرف میں ہی بلا سکتا ہوں

کسی اور نے کہا تو زندہ گاڑ دوں گا اسے

ضراب نے اب کی بار سنجیدہ ہو کر کہا

ہو گئی یہ ہیرو پنتی

اب بتانا پسند کریں گے کال کیوں کی مجھے

میں تھوڑی دیر میں تمھیں لینے آرہا ہوں شاپنگ پہ چلیں گے ساتھ میں تمہارا سب کچھ میری مرضی کے مطابق ہو گا

ضراب نے مسکرا کر کہا

مجھے کہیں نہیں جانا آپکے ساتھ

تم سے پوچھا نہیں ہے بتا رہا ہوں تمھیں دس منٹ میں آرہا ہوں ریڈی رہنا

بول کے کال کاٹ دی ضراب نے

رباب پیر پٹختی ہوئی واشروم میں گھس گئی۔

دس منٹ بعد وہ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی

اسنے شہر کے مہنگے ترین مال کے آگے گاڑی آکر روکی

وہ دونوں اندر گئے

اسلام و علیکم میم

و علیکم اسلام

رباب نے جواب دیا

سر میم کے لیے کس قسم کی جیولری چاہیے آپکو

سیل بوائے نے کہا

ہممم جیسی یہ خود ہیں اس قسم کی سب سے الگ اور منفرد قسم کی چاہیے

اسنے رباب کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا

رباب نے چونک کر ضراب کو دیکھا

سیل بوائے ضراب کی جانب دیکھ کر مسکرادیا

اوکے سر یہ دیکھیں یہ کیسا ہے

سیل بوائے نے ایک خوبصورت ہیرے کا سیٹ ضراب کے سامنے کیا

ہممم اسکو ٹرائے کر سکتے ہیں ابھی

جی سر کیوں نہیں

اوکے

چلو روحی

ناچاہتے ہوئے بھی اسکو اسکے ساتھ جانا پڑا

اب رباب شیشے کے سامنے کھڑی تھی وہ نیکلس پہن رہی تھی مگر وہ لاک نہیں ہو رہا تھا

ہٹو میں بند کرتا ہوں

ضراب اسکے ساتھ پیچھے ہی کھڑا تھا

پھر بس وہ اسکے قریب آیا اور نیکلس کو لاک کیا

رباب کی سانسیں تیز ہو گئیں

ہمم پرفیکٹ

ضراب نے کہا

نیکلس اسکی خوبصورت گردن پہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔

اسکی پرائس کتنی ہے

ضراب نے پوچھا

سر اسکی پرائس ہے دس لاکھ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے پیک کر دیں اسکو اور یہ لیں میرا کریڈٹ کارڈ

اوکے سر تھنیک یو

مائے پلیر

چلو روحی چلیں

وہ دونوں ساتھ میں باہر آ گئے

روحی سنو

ضراب بولا

بولیں

رباب کو بہت الجھن ہو رہی تھی

تمہارے ڈریس کا کلر سوچا ہے تم نے؟

نہیں سوچا ابھی تک

سوچنا بھی نہیں کیوں کے تم میری مرضی کا کلر پہنو گی

پیور ٹریڈ کلر

نہیں پہنا مجھے اور میری بات سن لیں آپ ضراب صاحب میں نے آپ سے شادی کے لیے ہاں صرف اپنے بھائی کی زندگی بچانے کے لیے کی ہے اور اسکا ہر گز مطلب نہیں ہے کہ آپ ہر ٹائم مجھ پہ اپنی مرضی مسلط کریں گے سمجھے آپ

رباب دوٹوک لہجے میں بولی

ضراب کو رباب کا اسطرح بات کرنا بالکل پسند نہیں آیا

ضراب گاڑی کو موڑ کر ایک سنسان جگہ پہ لے گیا

یہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ مجھے گھر جانا ہے

پلیز

رباب گھبرا گئی

مگر ضراب خاموش رہا اور ایک کھلے میدان میں جا کر گاڑی روکی

اور رباب کا ہاتھ پکڑ کر اسکو کھینچتا ہوا ایک کونے میں لے گیا

اسنے رباب کو دونوں بازؤں سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا

اور بولا

آج تو تم نے ایسی بات کر دی مگر آئندہ سے کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ضراب

انتہائی غصے میں بولا

آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں وہ اپنا آپ چھڑواتے ہوئے بولی

اور رہی بات نہ کرنے کی تو وہ میں کرو گی بار بار کروں گی

کیا کر لیں گے آپ؟

اس وقت رباب پہ یہ محاورہ بہت سوٹ کر رہا تھا

آ بیل مجھے مار

اسنے رباب کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے قریب ترین کیا اور بولا

سانسیں چھین لوں گا تمہاری

ضراب دھاڑا

"یاد رکھنا یہ" کہہ کر اسنے اسکی کمر کو سختی سے دبایا

اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی

اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے آنسو دیکھ کے ضراب نے رباب کو چھوڑا اور کہا

چلو

باقی کا سفر خاموشی سے کٹا

گھر پہنچ کر رباب سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی

اور کمرے میں جا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی

"یا اللہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے میرے ساتھ ایسی کیا غلطی ہو گئی ہے مجھ سے پلیز میری مدد کریں"

اسکی روتے ہوئے کب آنکھ لگی اسکو پتا ہی نہ چلا

آج ان دونوں کی مہندی تھی صبح سے تیاریاں جاری تھیں

ضراب ہلکے بادامی رنگ کے شلوار قمیض میں بہت پیارا لگ رہا تھا

رباب نے ہرے اور پیلے رنگ کا شرارہ پہن رکھا تھا ساتھ میں گجرے دونوں ہاتھوں میں اور ہرے اور پیلے رنگ کی میچنگ کی چوڑیاں بھی پہن رکھی تھیں اور اسکے مہندی بھرے ہاتھ

میک اپ میں اسنے صرف لپ گلوس اور آنکھوں میں گہرا کاجل تھا وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

ہر طرف رونق ہی رونق تھی مگر کوئی رباب کے دل سے پوچھتا کہ اسنے کیسے اپنے دل کو قابو میں رکھا تھا

ضراب لوگ انکے گھر آچکے تھے مہندی لے کر عالیہ سب سے آگے آگے تھی وہ پنک کلر کے لہنگے میں بہت پیاری لگ رہی تھی عمر کب سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا

عمر نے سفید رنگ کی شلوار اور سبز رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی

ضراب کافی ٹائم سے رباب کی طرف دیکھ رہا تھا سب اسکے آس پاس تھے مگر وہ اداس تھی ضراب اسکے پاس بیٹھا تھا مگر اسنے ایک مرتبہ بھی اس سے کوئی بات نہیں کی

ضراب کی کال آگئی اس لیے وہ شور والی جگہ سے نکل کر دوسری سائیڈ چلا گیا

واپس آیا تو رباب وہاں نہیں تھی

اسکا دل بے چین ہو گیا

عالیہ بات سنو

ضراب نے کہا

جی بھائی

روحی کدھر گئی ہے

بھائی وہ اصل میں بھابھی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی اس لیے میں نے انکو

آرام کرنے کو بولا وہ اپنے کمرے میں ہیں ابھی

اوکے میں مل کر آتا ہوں

اوکے بھائی عالیہ نے کہا

رباب اپنے کمرے میں کھڑکی سے نظر آتے چاند کو دیکھ رہی تھی

کہ اچانک ضراب اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا وہ پلٹی تو ضراب سے جا ٹکرائی

تمہاری ٹکرانے کی عادت کب جائے گی بے بی

ضراب نے شوخ لہجے میں کہا

راستہ چھوڑیں میرا

ضراب ہٹ گیا سامنے سے مگر وہ جیسے ہی جانے لگی اسکی کمر سے پکڑ کر اسنے اسکو اپنی جانب کھینچا

ایک دفعہ پھر رباب کے دل نے اتھل پتھل مچادی ضراب کے اتنے قریب آکر

"مجھ سے جتنا دور جاؤ گی میں اتنا پاس آؤں گا"

ضراب نے کہا

پلیز مجھے جانے دیں

رباب بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی

اسکے خوبصورت بالوں میں سے ایک لٹ نکل رہی تھی وہ اسے بار بار پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر مہندی لگی تھی ہاتھ میں تو اسکو پرابلم ہو رہی تھی وہ پیچھے کر رہی تھی کہ اچانک ضراب نے اسکی لٹ کو پیچھے کی جانب سرکایا اور بولا

بس آج کی رات اور کل تم ہمشیہ ہمشیہ کے لیے میری ہو جاؤ گی بے بی

تیار رہنا کیوں کے اسکے بارے میں صرف تم اور میں جانتا ہوں کہ ہم دشمن ہیں

اور ہاں مجھ سے کسی بھی قسم کی رحم کی امید نہ رکھنا کیوں کے میں دنیا کے لیے اچھا ہوں لیکن تمہارے لیے نہیں

آخری بات کہتے ہوئے اسنے رباب کے ہاتھ کو اتنی زور سے دبایا کہ کچھ چوڑیاں ٹوٹ کر اسکی کلائی میں چبھ گئی اور وہاں سے خون رسنے لگا

یہ بول کر وہ رکا نہیں اور وہاں سے نکل گیا

رباب بھی اپنے آنسوؤں کو صاف کرتی نیچے آگئی

مہندی کی تقریب ختم ہونے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آگئی اور پوری رات روتی رہی

اور ادھر ضراب پوری رات پارٹی کرتا رہا یا یوں کہہ سکتے ہیں وہ اپنی جیت کا جشن بناتا رہا

ارے رباب بیٹا آج اتنی جلدی اٹھ گئی

لگتا ہے اچھی طرح سے نیند پوری ہوئی ہے تمہاری

ثانیہ بیگم بولیں

مگر انکو کیا پتا تھا کہ بیچاری رباب کی راتوں کی نیندیں اڑ گئی ہیں

بیٹا تم ناشتا کر لو پھر پالر بھی جانا ہے تیار ہونے کے لیے

ثانیہ بیگم بولیں

ارے یہ کیا تم رو رہی ہو

ثانیہ بیگم رباب کے پاس جا کر بیٹھ گئیں

میری جان رباب دیکھو اللہ ہے نا تمہاری مدد اور تمہاری حفاظت کرنے کے لیے ایسے روتے نہیں ہیں ایک دن سب کو ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے سسرال جانا پڑتا ہے اور تمھیں تو خوش ہونا چاہیے سارے تم سے بہت محبت کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر ضراب وہ بہت چاہتا ہے تمھیں

ثانیہ بیگم بولیں

چلو شاباش اب مسکراؤ

اور رباب زبردستی مسکرادی تھی

صبح سے ضراب کے گھر میں چہل پہل تھی ضراب بلیک اور ریڈ کلر کی شیروانی میں

بہت خوبصورت لگ رہا تھا

رباب تیار ہو چکی تھی پیور ریڈ کلر کے لہنگے میں جس میں جگہ جگہ سفید موتیوں کا کام ہوا

ہوا تھا پہن رکھا تھا ساتھ میں وہی ڈائمنڈ کا سیٹ جو ضراب کے ساتھ لیا تھا پہنا تھا

وہ حسین ترین لگ رہی تھی پالر سے لینے اسکو عالیہ آئی تھی

ماشااللہ بھابھی

آپ تو بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں

بھائی تو پاگل ہی ہو جائیں گے آپ کو دیکھ کے

عالیہ رباب کی طرف آنکھ مارتے ہوئے بولی

پاگل تو تمہارا بھائی ویسے بھی ہے

رباب نے دل میں سوچا۔

کیوں کے ضراب شروع سے ہی پیار کے لیے ترسا تھا ضراب کی مما کے جانے کے بعد وہ بہت اکیلا ہو گیا تھا اس لیے یلماز خوش تھا کہ رباب کے آنے کے بعد ضراب کا دل لگ جائے گا اور ضراب نے تو یلماز کو بولا بھی تھا کہ رباب اسکو اچھی لگتی ہے مگر یلماز کو کیا پتا تھا کہ یہ سب ضراب نے رباب کے ساتھ بدلہ لینے کے لیے کیا تھا۔

عالیہ سفید اور میرون کلر کے فراک میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی عمر کو عالیہ پہلی دفعہ میں ہی بہت زیادہ اچھی لگی تھی

اسلام و علیکم

عمر نے عالیہ کو سلام دیا

و علیکم اسلام

عالیہ نے جواب دیا

سب لوگ شادی کی رسموں میں مصروف تھے اس لیے موقع دیکھتے ہی اسنے عالیہ سے بات کی

کیسی ہیں آپ

جی الحمد اللہ میں ٹھیک آپ سنائیں کیسے ہیں

جی میں بھی ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے

میں آپکو ڈسٹرب تو نہیں کر رہا؟

عمر نے پوچھا

ارے نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے

عالیہ نے کہا

آپ سے ایک اور بات کہوا گر آپ برا نہ مانیں تو

جی بولیں

آپ بہت زیادہ خوبصورت ہیں ماشااللہ

تھنیک یو سو مچ!

عالیہ نے مسکرا کر کہا

مائے پلیر

عمر نے کہا

عالیہ بیٹا

ذرا ادھر تو آنا

راحت بیگم نے عالیہ کو پکارا

آئی دادی جان

عالیہ جانے لگی کہ پھر سے عمر بولا

اب کب ملیں گی؟

عالیہ نے مڑ کر عمر کو دیکھا اور مسکرا کے بولی

جب اللہ نے چاہا

ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں اتنا صبر کیسے کروں؟

عمر بولا

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے عمر صاحب

کہہ کر وہ مسکرائی اور چلی گئی

عمر کے ہونٹوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی تھی

رخصتی کا وقت ہو گیا تھا رباب بہت زیادہ روئی اشفاق صاحب کے سینے لگ کے مگر جانا تو اسکو تھا۔

رباب جب سے مرزا ہاؤس آئی تھی تب سے سب اسکے ساتھ بہت پیار اور محبت سے پیش آرہے تھے رباب کو عالیہ اور راحت بیگم بہت اچھی لگیں تھیں اور شہباز صاحب بھی اسکو اشفاق صاحب جیسے ہی لگے تھے مگر ضراب کا سوچ کر اسکی حالت غیر ہو جاتی تھی اور اب تو اسکو ہر ایک پل اسکے ساتھ رہنا تھا۔

رات کے ایک بجے وہ کمرے میں داخل ہوا دیکھا تو رباب کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔

وہ اسکے پیچھے آکھڑا ہوا

جیسے ہی وہ پلٹی تو ضراب کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر اسکے ہوش اڑ گئے

وہ جانے لگی جبھی اسنے اسکو کمر سے پکڑا اور اسکی ایک بازو کو مڑورا

اسکو تکلیف ہوئی تھی

ہیلو بے بی

کیسا لگ رہا ہوں میں

ضراب نے پوچھا

پلیز ضراب مجھے جانے دیں

رباب کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے

"ارے ایسے کیسے چھوڑ دوں بے بی ابھی تو ہاتھ آئی ہو اور ابھی تو میرا انتقام شروع ہوا ہے پندرہ سال سے تڑپ رہا ہوں اور تم کہہ رہی ہو چھوڑ دوں

تم بہت خوبصورت ہو بے بی آج سے پہلے تم جیسی حسین لڑکی ضراب مرزا نے کہیں نہیں دیکھی لیکن مجھے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کے تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے پیار کیا جائے

قسم کھاتا ہوں اتنا تڑپاؤں گا تمھیں کہ تم خود موت مانگو گی مجھ سے مگر فکر نہ کرو اتنی آسان موت نہیں دوں گا تمھیں"

وہ ڈھارا

رباب اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی

پھر اسنے اسکا ڈوپٹہ ایک طرف اتار کر پھینکا

رباب اچھی طرح سے جانتی تھی کہ ضراب اب کیا کرے گا

نہیں پلیز نہیں ضراب مجھے جان سے مار دو لیکن یہ مت کرنا

رباب روتے ہوئے التجا کر رہی تھی

لیکن ضراب کے سر پر خون سوار تھا

اسنے رباب کو بیڈ پر دھکا دیا تھا

اور خود اس پہ جھکا تھا

رباب چیختی رہی چلاتی رہی مگر ضراب کو رحم نہیں آیا تھا۔

صبح جب ضراب کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ رباب اسکے پاس نہیں تھی بلکہ وہ نیچے دیوار کے ساتھ ایک طرف کونے میں بیٹھی ہوئی تھی

پٹھے ہوئے ہونٹ جن میں سے خون رس رہا تھا اور اسکی گردن پہ دانتوں سے کاٹنے کے نشان جو اس بات کا ثبوت تھا کہ رات کو ضراب نے غصے میں ہر حد پار کی تھی۔

ایک منٹ کے لیے تو ضراب کو بھی رباب کی حالت دیکھ کر دل میں ہول اٹھا مگر پھر وہی بدلے کی آگ حاوی ہو گئی

وہ اسکے پاس جا کر کھڑا ہوا اور بولا

کب تک یونہی سوگ مناتی رہو گی اٹھو اور اپنا حلیہ درست کرو

ضراب نے کہا

کیا کہا میں نے سنائی نہیں دیا

اسنے ایک بازو سے رباب کو پکڑ کر جھنجھوڑا

چپ چاپ جا کر کپڑے چینج کرو اور رونا بند کرو ورنہ اب کی بار اسے بھی زیادہ برا کروں گا

رباب واشروم چلی گئی اور شاور کھول دیا کچھ ٹائم وہ یونہی بھیگتی رہی آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

وہ شاور لے کر نکلی

اور تیار ہو کر نیچے آ گئی

سب ناشتہ کر رہے تھے

ارے بھائی بھابھی آ گئی

عالیہ بولی

ارے روحی تم آ گئی کب سے تمہارا ہی ویٹ کر رہا تھا

ضراب جان بوجھ کر سب کے سامنے اچھا بنا

وہ آ کر اسکی ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی

اسلام و علیکم

رباب بولی

و علیکم اسلام

سب نے جواب دیا

کیسی ہو بیٹا

راحت بیگم بولیں

انھوں نے رباب کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ

ارے بیٹا تمھیں تو شدید قسم کا بخار ہے

راحت بیگم فکر مندی سے بولیں

ضراب تم نے رباب کا خیال نہیں رکھا ٹھیک سے

نہیں دادی جان رات کو تو سب کچھ ٹھیک تھا

ضراب بولا

بھابھی آپ خود ڈاکٹر ہیں اور اپنا خیال ہی نہیں رکھتی ہیں

عالیہ بولی

بیٹا یہ لو تم جوس پیو

راحت بیگم نے زبردستی رباب کو تھوڑا سا جوس پلایا

بھابھی چلیں آپ میرے ساتھ آپکو میں میڈیسن دے دوں اور آپ آرام کریں انشا اللہ رات تک ٹھیک ہو جائیں گی

رباب عالیہ کے ساتھ اوپر چلی گئی۔

ضراب بلیک اور وائٹ کلر کے سوٹ میں ملبوس تھا وہ بہت پیارا لگ رہا تھا

رباب نے سکائے بلیو کلر کی میکسی زیب تن کر رکھی تھی اسکا گلہ بالکل بند تھا وہ اس لیے کیوں کے رات کو جو حرکتیں ضراب صاحب نے کی تھیں اسکے بارے میں کسی کو پتا نہ چل سکے

ہمشیہ کی طرح رباب آج بھی بہت حسین لگ رہی تھی میک اپ ڈارک ہونے کی وجہ سے اسکے ظاہری نشان تو چھپ گئے تھے مگر اسکے دل پہ جو گھاؤ لگے تھے انکو کون چھپاتا

۔

عالیہ نے ولیمے پہ پنک کلر کی ساڑھی پہنی تھی اس میں وہ بہت دلکش نظر آ رہی تھی عمر نے سلور کلر کا سوٹ پہنا تھا وہ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا

ولیمے کی تقریب بخیر و عافیت سے انجام پائی تھی رباب سب کے سامنے خوش نظر آنے

کی ایکٹنگ کرنے میں کامیاب رہی تھی مگر یہ سب اسنے کیسے کیا تھا یہ وہ جانتی تھی یا پھر اسکا اللہ۔

وہ نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی کہ ضراب کمرے میں داخل ہوا تھا اور اسکو دعا مانگتا دیکھ کر وہ رک گیا

کچھ تھا اس کے چہرے میں جو اسکو رکنے پہ مجبور کرتا تھا

رباب نے ہلا کے رکھ دیا تھا ضراب مرزا کو وہ ضراب مرزا جس کو لڑکیوں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی

ایک معمولی سی لڑکی نے یہ سب کیسے کیا تھا۔

ضراب کو رباب اچھی ضرور لگتی تھی مگر اسے اپنے بدلے کے آگے کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا

میرے لیے بددعا کی ہو گی ہے نا؟

ضراب نے جان بوجھ کر رباب کو چھیڑا

رباب نے اگنور کیا

نہیں مانگی کیا؟

پھر بھی جواب نہیں دیا

کیوں نہیں مانگی؟

آخر کار تنگ آکر رباب نے جواب دیا

کیوں کے میں آپ جیسی خود غرض اور گری ہوئی نہیں ہوں

کیا کہا میں تمھیں خود غرض اور گرا ہوا لگتا ہوں

ہاں جواب دو

ضراب نے قریب آکر پوچھا

اس وقت ضراب کو شدید قسم کا غصہ آرہا تھا

رباب نے جواب نہیں دیا اور وہاں سے جانے لگی ہی تھی کہ ضراب نے بازو سے پکڑ لیا

میری بات کا جواب دو پہلے

مجھے آپ سے کوئی بھی بات نہیں کرنی پلیز چھوڑیں مجھے

رباب بولی

نہیں چھوڑوں گا بتاؤ کیا کر لو گی

رباب نے اپنا ایک ہاتھ ضراب کے ہاتھ پہ رکھا اسنے کوشش کی چھڑوانے کی لیکن ضراب کی گرفت مضبوط تھی ضراب کو اب مزا آنے لگا تھا

سب کچھ آزمانے کے بعد جب رباب کو اور کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو اسنے ضراب کے ہاتھ پہ کاٹا

"آؤچ"

ضراب کے منہ سے نکلا

تم تو پوری جنگلی ہو

ضراب نے کہا

ہاں میں ہوں جنگلی مگر صرف آپکے معاملے میں

کہہ کر رباب رکی نہیں تھی

ضراب کو بعد میں سمجھ آیا کہ وہ تو اسکا ڈائیلاگ اسکو ہی بول کر گئی ہے اسکے چہرے پہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی

رباب کچھ دیر بعد روم میں آئی تو ضراب وہاں نہیں تھا اسنے شکر کیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے ہی وہ پلٹی سامنے ضراب کھڑا تھا

کیا ہوا روحی مجھے مس کر رہی تھی کیا

ضراب نے کہا

نہیں الحمدللہ میں پاگل نہیں ہوں

ضراب ہنس دیا

رباب نے اپنا تکیہ اٹھایا اور صوفے پہ جا کر لیٹ گئی

واپس آؤ اپنی جگہ

ضراب نے سنجیدگی سے کہا

نہیں میری یہی جگہ ہے اور میں یہی ٹھیک ہوں

اچھا تو تم ایسے نہیں مانوں گی ہے نا؟

مطلب

رباب نے کہا

مطلب یہ

ضراب اٹھا اور رباب کو اپنی گود میں اٹھا لیا

یہ کیا کر رہے ہیں آپ نیچے اتاریں مجھے

ضراب نے جا کر رباب کو بیڈ پہ لٹایا اور پھر خود بھی ساتھ آ کر لیٹ گیا

رباب نے کئی دفعہ اٹھنے کی کوشش کی مگر ضراب نے اسکو کمر سے پکڑ رکھا تھا وہ ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

صبح سب ٹیبل پہ ناشتہ کر رہے تھے

بیٹا تمہاری چھٹی کتنی رہتی ہے؟

شہباز صاحب نے پوچھا

ایک ویک ڈیڈ

ضراب نے رباب کی جانب دیکھا اور پھر بولا

میں رباب کو بھی ساتھ لے کے جاؤں گا

رباب نے یک دم سر اٹھایا

ارے نہیں بیٹا رباب تمہارے ساتھ نہیں جائے گی اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے

راحت بیگم نے کہا

ہاں بھائی ویسے بھی میرا دل نہیں لگے گا بھابھی کے بنا

عالیہ جھٹ سے بولی

تو پھر میرا دل کیسے لگے گا تمہاری بھابھی کے بنا

سب ہنس پڑے سوائے رباب کے کیوں کے وہ جانتی تھی یہ سب کونسا ضراب دل سے کہہ رہا تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد رباب اوپر آگئی تھی

وہ تیار ہو رہی تھی کہ ضراب اوپر آیا

سکن کلر کے فراک میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ضراب دروازہ بند کرتا ہوا

اسکے قریب چلا آیا

وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور بولا

اتنی بن سنور کر کہاں جا رہی ہو؟

ضراب رباب کو دلچسپی سے دیکھتا ہوا بولا

اپنے عاشق سے ملنے آپکو کوئی پرابلم ہے کیا؟

رباب نے جان بوجھ کر ضراب کو چڑایا

ضراب کی رگیں تن گئیں رباب کے پاس آیا اور اسکو بالوں سے دبوچا اور بولا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی آئندہ کے بعد کچھ ایسا بولا تو زبان کاٹ دونگا

تمہاری اور ایک بات کان کھول کے سن لو اور اپنے دماغ میں بیٹھا لو

تم صرف اور صرف میری ہو جو چیز میری ہے وہ صرف میری ہے

کیسا انسان تھا کیسی جنونیت تھی اسکی کیا یہ اسکا عشق تھا اور اگر عشق تھا تو یہ کیسا عشق تھا نہیں یہ عشق نہیں عشقِ ظالم تھا۔

ایک جھٹکے سے اسنے اسکو چھوڑا اور باہر نکل گیا

رباب کی آنکھوں سے چند آنسو نکل پڑے جن کو صاف کرتی وہ نیچے آگئی

عالیہ

رباب نے عالیہ کو آواز دی

جی بھابھی

میں مما پاپا سے ملنے جا رہی ہوں تم بھی چلو

ارے بھابھی میں کیا کروں گی آپ جا کے ہو آئیں

بھابھی کی بھی بات نہیں مانوں گی

اوکے میری پیاری بھابھی

میں پانچ منٹ میں تیار ہو کے آئی

عالیہ نے پرپل کلر کی قمیض کے ساتھ وائٹ کلر کی کیپری پہن رکھی تھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی

پانچ منٹ کے بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھی تھیں اور آدھے گھنٹے میں وہ گھر پہنچ چکی تھیں

اسلام و علیکم آل

رباب نے سلام دیا

و علیکم سلام

اسلام و علیکم انکل آنٹی

عالیہ نے بھی سلام دیا

و علیکم اسلام

آؤ آؤ بیٹا دونوں بیٹھو

رباب تو بھاگ کر اپنے پاپا کے گلے لگ گئی اور رونا شروع کر دیا

اشفاق صاحب پریشان ہی ہو گئے

سب ٹھیک ہے نا بیٹا

جی پاپا میں ٹھیک ہوں بس آپ کی یاد آ رہی تھی بہت اس لیے

ارے پگلی تم تو میرے دل کا ٹکڑا ہو میں ہمشیہ تمہارے ساتھ ہوں

اشفاق صاحب بولے

سب بیٹھ کر باتیں کر ہی رہے تھے کہ عمر اچانک باہر سے آیا

اسلام و علیکم ایوری ون

و علیکم اسلام

عالیہ کو دیکھ کہ وہ رک گیا

کیسے ہو میرے لاڈلے رباب نے عمر سے پوچھا

ہاں آپی ٹھیک ہوں تم کیسی ہو اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھتا ہوا وہ بولا

میں بھی ٹھیک ہوں بھائی

آپ کیسی ہیں عالیہ؟

جی الحمداللہ میں بھی ٹھیک ہوں

آپ بتائیں

الحمداللہ

ارے بیٹا تم لوگ بیٹھو میں تم لوگوں کے لیے چائے لے کے آتی ہوں

ثانیہ بیگم بولیں

مما میں بھی چلتی ہوں آپکے ساتھ

رباب بولی

اوکے بیٹا

اشفاق صاحب کا فون آگیا تھا اس لیے وہ اٹھ کر باہر لان میں چلے گئے۔

اور آپ بتائیں آپکی سٹڈی کیسی جا رہی ہے

عمر نے عالیہ سے پوچھا

ہاں سب ٹھیک ہے الحمدللہ

ہمممم

آپ سے کچھ بات کرنی تھی اگر آپکو برا نہ لگے تو

عمر بولا

جی کریں

آپکا نمبر مل سکتا ہے کیا؟

عالیہ نے عمر کو دیکھا جو اسکی جانب دیکھ رہا تھا

اوکے شیور!

تھینک یو سو مچ

عمر نے مسکرا کر کہا

مائے پلیر

عالیہ بھی مسکرائی

اپنا فون دیں

عالیہ نے کہا

میں دوں؟

ظاہر ہے ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے یہاں تو آپ سے ہی مانگ رہی ہوں

عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

او یہ لیں

عمر نے اپنا موبائل عالیہ کے ہاتھ میں تھمایا

یہ لیں میں نے اپنا نمبر سیو کر دیا ہے

عالیہ نے کہا

تھنیک یو

عمر نے مسکرا کر کہا

اچھا ایک اور بات کہو

عمر نے کہا

جی کہیں

کیا بات ہے عالیہ بولی

کیا ہم دوست بن سکتے ہیں؟

عمر نے کہا

عالیہ نے عمر کی جانب دیکھا اور پھر بولی

سب خیریت ہے نا عمر صاحب

آپکو مجھ میں اتنی دلچسپی؟

عالیہ نے جان بوجھ کے عمر کو ایسا بولا

ہاں ہاں سب خیریت ہی ہے

عمر بولا

اوہ یٹس گڈ

عالیہ بولی پھر خود ہی ہنس دی

کیا ہوا ہنس کیوں رہی ہیں آپ

عمر نے عالیہ کو گھور کر دیکھا

کچھ نہیں مجھے آپکی آفر قبول ہے ہم فرینڈز ہیں

عالیہ مسکرا کے بولی

اوکے فرینڈ

عمر بھی مسکرا دیا تھا۔

واپس آنے کے بعد رباب اپنے کمرے میں چلی گئی

عالیہ جس ٹائم سے آئی تھی اس ٹائم سے عمر کے بارے میں سوچ رہی تھی اور مسکرا رہی تھی

عمر تو پاگل ہی ہو گیا تھا عالیہ کو دیکھنے کے بعد مگر وہ فلحال یہ بات کسی کو بتانا نہیں چاہتا تھا

سب سے پہلے وہ یہ بات عالیہ سے کرنا چاہتا تھا کہ آیا اسکی مرضی بھی تو معلوم کر لے پھر ہی کوئی اسٹپ لے۔

رات کو ضراب جلدی اوپر اپنے روم میں سونے چلا گیا

رباب اوپر آئی تو لائیٹ آف تھی

اسنے لائیٹ آن کی

وہ سمجھی کہ ضراب سو گیا ہے مگر وہ جاگ رہا تھا

اسنے اپنا نائیٹ ڈریس اٹھایا اور واشروم چلی گئی کپڑے چینج کرنے کے بعد وہ شیشے کے سامنے آکر بیٹھی اور اپنے ہاتھوں پہ لوشن لگانے لگی ضراب اسکو کب سے دیکھ رہا تھا

بلاشبہ اسکے ہاتھ بہت خوبصورت تھے

ضراب کا بے ساختہ دل چاہا کہ وہ انکو اپنے لبوں سے چھوئے مگر اسنے کیا نہیں کیوں اسکو یاد آیا کہ وہ تو اسکی دشمن ہے اور دشمن سے صرف نفرت کی جاسکتی ہے محبت نہیں۔

صبح ضراب کو ہیڈ کوارٹرز کے لیے نکلنا تھا

سب سے مل کے وہ اوپر اپنے روم میں آیا رباب اوپر کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

رباب کو ضراب کے آنے کا پتا نہ چل سکا

ضراب نے ایک ہاتھ دیوار پہ رکھا جیسے ہی وہ پلٹی ضراب کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر وہ گھبرا گئی

کچھ وقت کے لیے جا رہا ہوں

مگر لوٹ کے آؤں گا بے بی کچھ ٹائم کے لیے سکون سے جی لو واپس آیا تو زندگی چھین لونگا تم سے

کہتے ہوئے اسنے رباب کے گلے کو دبایا

چھوڑو مجھے پلیز درد ہو رہا ہے مجھے

درد کی وجہ سے رباب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے

ضراب نے اسکو چھوڑ دیا

اسنے لمبی لمبی سانسیں لیں

یہ تو شروعات ہے بے بی آگے دیکھو میں کیا کرتا ہوں تمہارے ساتھ ویسے ایک اور بات بھی ہے میں تمھیں مس کروں گا

پوچھو کیوں کروں گا؟

پوچھونا؟

ضراب دھاڑا

رباب اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی

کیوں؟

رباب نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

کیوں تم میرے پاس نہیں ہو گی تو ظلم کس پہ کروں گا

ضراب نے رباب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

اور رباب نا یقینی سے اسکو دیکھے گئی

یہ کہہ کر وہ رکا نہیں اور چلا گیا

"گھسیٹ کر قبر تک لے جاتا ہے

عشق ظالم ہے پیچھا نہیں چھوڑتا"

رباب پوری رات بیٹھ کر سوچتی رہی کہ آخر کار ایسی کیا وجہ ہے جو ضراب اتنی نفرت کرتا ہے اس سے اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سچ کا پتہ لگا کر ہی رہے گی۔

صبح اٹھنے کے بعد رباب نے ناشتہ کیا اور اوپر اپنے کمرے میں آگئی اس نے ہر جگہ چیک کر لیا مگر کوئی سراغ ہاتھ نہیں لگا

وہ روم سے باہر آئی مرزا ہاؤس اسنے ابھی پورا نہیں دیکھا تھا ویسے بھی اسکو یہاں آئے ایک ویک ہی گزرا تھا وہ فرسٹ فلور پہ چلی گئی وہ ادھر ادھر گھوم رہی تھی کہ اچانک ایک روم دکھائی دیا وہ لاکڈ تھا اور کیوں لاکڈ تھا؟

سنو

رباب نے ایک میڈ کو آواز دی

جی میم

یہ روم لاکڈ کیوں ہے؟

میم یہ روم ہمشیہ لاکڈ ہی رہتا ہے اسکو اوپن کرنے کی پری میشن نہیں ہے

اواوکے تم جاؤ

رباب نے کہا

اوکے میم!

رباب نیچے آگئی

وہ روم لاکڈ کیوں ہے

یقیناً اس میں کوئی ایسی چیز موجود ہو گی جو مجھے سچ کا پتا لگانے میں ہیلپ کرے گی

مگر اسکی ("کی") چابی کس کے پاس ہو گی؟

ڈیڈ کے پاس یا دادی جان کے پاس

او گریٹ

رباب

یو آر فینٹسٹک

رباب اپنے آپ سے مخاطب تھی

اس سب میں اسے امید کی ایک کرن نظر آئی تھی۔

بس اب اسے صبح کا انتظار تھا صبح وہ جلدی ہی اٹھ گئی عالیہ یونی چلی گئی اور شہباز صاحب بھی آفس کے لیے نکل گئے تھے

راحت بیگم باہر لان میں تھیں تو رباب کے پاس بہت اچھا موقع تھا

وہ پہلے شہباز صاحب کے کمرے میں گئی وہاں اسے کچھ نہیں ملا اور پھر وہ راحت بیگم کے روم میں گئی اور وہاں جا کر تلاشی لی اور جلد ہی اسکو چابی مل گئی اس نے چابی اٹھائی اور اوپر والے فلور کی جانب بھاگی

اوپر جا کر وہ جا ہی رہی تھی کہ ایک میڈ نے اسکو پکارا

رباب میم

ہاں

وہ بولی

کچھ چاہیے تھا کیا آپکو

ارے نہیں نہیں میں بس وزٹ کرنے آئی ہوں

اچھا سنو

جی میم

میرے لیے نیچے جا کر ایک کپ اچھی سی کافی بنا دو میرے سر میں درد ہے

اوکے میم شیور!

میڈ بول کر چلی گئی

اس نے جلدی سے روم ان لاک کیا اور اندر جا کر روم کا ڈور بند کیا

وہ ایک خوبصورت روم تھا اس میں رکھی ہر چیز بہت قیمتی تھی بیڈ کے اوپر ایک خوبصورت عورت کی فوٹو لگی ہوئی تھی

کون تھی یہ عورت؟

ضراب کی شکل کافی ملتی تھی ان سے

رباب نے سوچا

تو کہیں یہ ضراب کی موم تو نہیں؟

رباب کے دل میں خیال آیا

سامنے ایک ٹیبل رکھا تھا جس پہ ایک چھوٹی سی ڈائری پڑی ہوئی تھی اس نے وہ ڈائری اٹھائی اور روم کو دوبارہ لاک کر کے نیچے آگئی اور چابی بھی وہی رکھ دی جہاں سے لی تھی اور ڈائری اپنے روم میں لے آئی تھی۔

عالیہ یونی سے واپس آئی تھی وہ شاور لے کر نکلی تو اسکی میسج ٹون بجی دیکھا تو واٹس ایپ پہ عمر کا میسج تھا

"اسلام و علیکم"

کیسی ہو؟

عالیہ کے ہونٹوں پہ ایک مسکراہٹ آئی تھی

"وعلیکم اسلام"

ٹھیک ہوں

آپ بتاؤ کیسے ہو؟

الحمدللہ ٹھیک ہوں

عمر نے جواب دیا

اچھا سنو

عمر نے ٹائپ کیا

جی بولیں

عالیہ نے جواباً کہا

کل مل سکتی ہو مجھے

عمر نے پوچھا

کل مگر کہاں ملنا ہے؟

وہ میں تمھیں بعد میں بتاؤں گا لیکن پہلے بتاؤ تم آؤ گی ملنے مجھ سے؟

جی ٹھیک ہے میں آجاؤں گی

عالیہ نے جواب دیا

او تھنیک یو سو مچ

عمر نے ٹائپ کیا

مائے پلیر

تھنیک یو ونس آ گین

عمر نے کہا

یور موسٹ ویلکم

کہہ کر وہ فون چارج پہ لگا کر نیچے کی جانب چل دی تھی۔

ادھر رباب نے وہ ڈائری کھولی

پہلے صفحے پہ بڑے الفاظ میں لکھا ہوا تھا

"آسیہ مرزا"

شروع کے صفحوں پہ کچھ نہیں لکھا ہوا تھا مگر آخری صفحوں پہ ایک خط تھا اور وہ خط آسیہ مرزا نے شہباز مرزا کو لکھا تھا

"جب تک تمھیں یہ خط ملے گا میں اس دنیا میں نہیں ہوں گی تم ہمشیہ پوچھتے تھے نا کہ

ایسا کونسا غم ہے جو مجھے کھائے جارہا ہے آج میں اسی غم کا ہمشیہ ہمشیہ کے لیے خاتمہ کرنے جارہی ہوں اپنا اور ہمارے بچوں کا بہت خیال رکھنا میں نے ہمشیہ تم سے محبت کی ہے اور مر کر بھی تم سے ہی کروں گی

صرف تمہاری

آسیہ"

ابھی بھی آدھا سچ جاننا باقی تھا رباب کو اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ دادی جان سے پتہ کرے گی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عالیہ نے بلیو کلر کی اوپن شرٹ کے نیچے پلازو پہن رکھا تھا بالوں کو کھولے اور گلے میں ڈوپٹہ ڈالے وہ باہر پورچ میں آگئی اس نے گھر میں یہی کہا کہ وہ اپنے کسی فرینڈ سے ملنے جارہی ہے آدھے گھنٹے میں وہ کراچی کے ایک شاندار ریسٹورنٹ پہنچ گئی تھی اندر گئی ہی تھی کہ سامنے سے عمر آتا ہوا دکھائی دیا وہ براون شرٹ اور بلیک پینٹ میں بہت پیارا لگ رہا تھا

اسلام و علیکم

وعلیکم اسلام

عالیہ نے جواب دیا

کیسی ہو؟

الحمدللہ

آپ سناؤ

میں بھی ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے

ہمشیہ کی طرح آج بھی بہت خوبصورت لگ رہی ہو

عمر نے کہا

عالیہ کھل کھلا کر ہنس دی

آؤ نا بیٹھو

دونوں جا کر بیٹھ گئے

آپ بھی اچھے لگ رہے ہیں

عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا

تھنیکس

عمر نے کہا

تھنیک یو سو مچ فار کم انگ

عمر نے کہا

اٹس آل مائے پلیر

عالیہ

عمر نے عالیہ کو پکارا

ایکچولی مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے

ہاں جی کریں کیا بات کرنی ہے آپکو

کیسے کروں

مطلب؟

ایکچولی آئی لو یو اینڈ آئی وانٹ ٹو میری ودیو!

عمر نے عالیہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

عالیہ نے نظریں اٹھا کر عمر کی جانب دیکھا جو دیوانوں کے جیسے اسکی جانب دیکھ رہا تھا

عالیہ فوراً نظریں جھکا گئی

پلیز مجھے غلط نہ سمجھنا پتہ نہیں ایسا کیا جادو ہے تم میں میں کھنیچا چلا آتا ہوں تمہاری طرف

عمر بتا رہا تھا اور عالیہ مسکرا رہی تھی

تم نے کوئی جواب نہیں دیا؟

عمر نے کہا

عالیہ نے نظریں اٹھا کر عمر کی جانب دیکھا اور بولی

"اوکے جا کے اپنے فرینڈز کو پارٹی دے دو"

او مائی گاڈ آر یو سیریس؟

یا آفکورس آئیم

عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باہر کی جانب چل دی

ارے سنو تو

عمر نے کہا

اب کب ملو گی

عالیہ مڑی اور عمر کو دیکھ کے مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی

عمر کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ مسکراتا ہوا عالیہ کے پیچھے ہی باہر نکل گیا تھا۔

رات کو رباب راحت بیگم کے پاس گئی عالیہ اپنے روم میں تھی اور شہباز صاحب اپنے کسی دوست کے گھر گئے ہوئے تھے

میں اندر آجاؤں دادی جان؟

رباب نے پوچھا

ارے رباب بیٹا تم آؤ نا

راحت بیگم نے جواب دیا

دادی جان اصل میں مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا

ہاں ہاں بیٹا پوچھو

دادی جان آج سے پندرہ سال پہلے کیا ہوا تھا میرا مطلب آسیہ موم کی موت کیسے ہوئی تھی

راحت بیگم نے رباب کی طرف دیکھا اور بولیں

بیٹا جو چیز پردے میں ہے اسے پردے میں ہی رہنے دو

دادی جان پلیز یہ سچ جاننا میرے لیے بہت ضروری ہے

رباب نے پر امید نگاہوں سے راحت بیگم کی جانب دیکھا

ٹھیک ہے بیٹا

راحت بیگم تمام سچائی رباب کو بتانے لگیں

پندرہ سال پہلے

آسیہ شہباز کے آفس میں جاب کے لیے آئیں تھیں چونکہ آسیہ مرزا خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت قابل بھی تھیں وہ سیکرٹری کی جاب کے لیے سلیکٹ ہو گئیں تھیں شہباز مرزا کو آسیہ سے محبت ہو گئی تھی۔

ارسلان علوی شہباز مرزا کے مینیجر تھے وہ بھی آسیہ سے محبت کرتے تھے مگر وہ جانتے تھے کہ آسیہ شہباز مرزا کو پیار کرتی ہیں

شہباز مرزا نے آسیہ کے گھر شادی کا پرپوزل بھیجوایا جسے آسیہ کے گھر والوں نے خوشی خوشی قبول کر لیا تھا شادی کے کاڈز تیار ہو چکے تھے شہباز مرزا نے ارسلان علوی کو اپنی اور آسیہ کی شادی کا کارڈ دیا تھا

کارڈ کو دیکھ کے ارسلان کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی وہ کچھ ٹائم کے لیے آوٹ آف کنٹری گئے تھے مگر ایک خط آسیہ کے لیے چھوڑ کر گئے تھے اس خط میں لکھا تھا کہ

"فلحال تو جا رہا ہوں مگر لوٹ کے آؤں واپس تمھیں ہمشیہ ہمشیہ اپنے ساتھ لے جانے کے لیے"

نیچے انھوں نے اپنا نام اور پتہ نہیں چھوڑا تھا

آسیہ نے اس کو فالتو سمجھ کر پھینک دیا تھا مگر انھیں کیا پتہ تھا کہ یہ طوفان سے پہلے آنے والی خاموشی ہے

وقت گزرتا رہا ارسلان کے گھر والوں نے یعنی رباب کے پاپا اشفاق صاحب نے انکو بہت سمجھایا کہ آسیہ شادی شدہ ہے اور دو بچوں کی ماں ہے اور سب سے بڑھ کر وہ شہباز مرزا سے محبت کرتی ہے تم سے نہیں تم بھول کے آگے بڑھنے کی کوشش کرو مگر ارسلان کچھ سننے سمجھنے کو تیار نہیں تھا

ارسلان پاکستان واپس آنے کے بعد آسیہ کو خط بھیجتا تھا آسیہ مرزا اب ڈپریشن کا شکار ہو چکی تھیں شہباز مرزا بھی پریشان تھے کہ کہیں میری محبت میں تو کوئی کمی نہ آگئی ہو ایسا کونسا غم تھا جو آسیہ مرزا کو کھائے جا رہا تھا اور پھر ایک دن ارسلان نے آسیہ مرزا کو کال کی تھی شہباز مرزا اس ٹائم گھر پہ نہیں تھے

کیوں کال کی ہے مجھے تم نے گھٹیا انسان؟

آسیہ مرزا نے غصے سے کہا

پلیز آسیہ میری محبت کو گھٹیا مت کہو میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے میں نہیں جی سکتا

تمہارے بنا پلیز میری بات کو سمجھو ہم چھپ کر نکاح کر لیں گے کسی کو نہیں پتہ چلے گا"

بکواس بند کرو تم سمجھے ایک بات یاد رکھنا کہ میں نے صرف شہباز سے محبت کی ہے اور مر کر بھی اسکو ہی چاہو گی

آسیہ مرزا دوٹوک لہجے میں بولیں

اچھا تو تم ایسے نہیں مانو گی

اگر ابھی تم مجھ سے ملنے نہ آئی تو میں قسم کھاتا ہوں اپنے بچوں کا اور اپنے شوہر کا مرا ہوا منہ دیکھو گی

ارسلان نے دھمکی دی تھی

آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس سوچ لو

بول کر کال کاٹ دی تھی

آسیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آج موسم بھی کافی خراب تھا شہباز صاحب ابھی تک نہیں آئے تھے آسیہ نے فیصلہ کر لیا تھا وہ خود قربان ہو جائے گی مگر اپنے بچوں

کو اور اپنے شہباز کو کچھ نہیں ہونے دے گی شہباز صاحب کو آخری خط لکھنے کے بعد وہ بچوں کے روم میں گئیں اور ضراب اور عالیہ کو پیار کیا وہ دونوں سو رہے تھے بہت سے آنسو نکل کر بہہ رہے تھے پھر وہ اپنے روم میں واپس آئیں اور شہباز صاحب کی گن نکالی اور گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر آ گئیں

باہر گاڈ نے انھیں روکا اور پوچھا کہ بیگم صاحبہ اتنی رات کو کہاں جا رہی ہیں؟

شہباز واپس آئیں اور میرا پوچھیں تو کہنا کہ وہ کسی ضروری کام سے گئی ہیں

بول کر گاڑی سٹارٹ کی اور چل دیں

وہ ارسلان کے دیئے ہوئے پتہ پہ پہنچ چکی تھیں اور باہر نکلیں ارسلان پہلے سے ہی انکا منتظر تھا

آسیہ میری جان تم آ گئی کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا کتنا تڑپا ہوں تمھیں پانے کے لیے اور دیکھو آج وہ دن آ گیا تم خود چل کے میرے پاس آئی ہو چلو آؤ میرے ساتھ ہم اپنی ہی ایک الگ دنیا بسائیں گے

اس نے اپنا ہاتھ آسیہ کی طرف بڑھایا

آسیہ نے پھرتی سے گن ارسلان کے سر پہ تان لی اور بولیں

مجھے مرنا منظور ہے مگر تم سے محبت کرنا نہیں

کہہ کر اسنے ارسلان کو شوٹ کیا تھا

ارسلان تو وہی تڑپ تڑپ کر مر گیا

بارش ہونے لگی تھی

آسیہ کا فون مسلسل بج رہا تھا مگر وہ گاڑی میں تھا تو انکو آواز نہیں آئی

بس پھر گن کا رخ اپنی طرف کیا

اور ٹریگر دبا دیا تھا

مرتے وقت آسیہ نے ایک ہی فقرہ ادا کیا تھا

"آئی لو یو سو مچ شہباز"

رباب کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے

راحت بیگم بھی رو دیں تھیں

تو یہ وجہ تھی جو ضراب اتنی نفرت کرتا ہے مجھ سے

رباب نے اپنے دل میں سوچا

بیٹا میرا ضراب پہلے ایسا نہیں تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پہ وہ غصہ کر جاتا ہے اصل میں جب سے ماں کی ممتا سے محروم ہوا ہے تب سے ایسا ہو گیا ہے

راحت بیگم نے کہا

کوئی بات نہیں دادی جان

آپ آرام کریں میں بعد میں آؤں گی

رباب نے مسکرا کر کہا اور باہر نکل گئی

دوسری طرف عمر کی دیوانگی بڑھتی ہی جا رہی تھی

عالیہ نے سوچا کہ وہ رباب کو اپنے اور عمر کے بارے میں سب کچھ بتا دے گی

پوری رات رباب ضراب کے بارے میں سوچتی رہی تھی اسکو ضراب سے ہمدردی ہونے لگی تھی وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی مگر اسے ضراب سے ڈر بھی بہت لگتا تھا۔

رباب کی دوست مناہل سٹڈی کے سلسلے میں آوٹ آف کنٹری گئی ہوئی تھی

واپس آئی تو پتا چلا کہ رباب کی شادی ہو گئی وہ بھی ضراب مرزا کے ساتھ

اس نے رباب کو کال کی

اسلام و علیکم رباب جانی

و علیکم اسلام جان

کیسی ہو؟

مناہل نے پوچھا

ٹھیک ہوں تم سناؤ

ٹھیک ہوں

تم نے ضراب مرزا سے شادی کر لی؟

ہاں کر لی کیوں نہیں کرنی چاہیے تھی کیا؟

ایسی بات نہیں ہے مگر کیا وہ خوش رکھتا ہے تمھیں محبت کرتا ہے تمھیں؟

ہاں سب بہت اچھے ہیں یہاں پہ ضراب بھی بہت اچھے ہیں

سچ بول رہی ہو

ہاں جان میں جھوٹ کیوں بولوں گی تم سے

رباب نے کہا

اچھا بابا ٹھیک ہے مگر کل تم میرے ساتھ شاپنگ پہ چلو گی اوکے

اوکے رباب نے مسکراتے ہوئے کہا

اور سناؤ تمہارے پیپرز ہو گئے

ہاں الحمدللہ ہو گئے اور مارکس بھی اچھے آئے ہیں

ماشاءاللہ اللہ تمھیں یونہی کامیاب کرے آمین

تھنیک یو جان

مناہل نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

رباب شیشے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی کہ مناہل کی کال آئی تھی

کتنی دیر ہے یار؟

بس آ رہی ہوں

رباب بولی تھی

آدھے گھنٹے میں دونوں ایک مال میں تھیں کچھ دیر تک شاپنگ کرنے کے بعد اچانک عالیہ کی کال آگئی وہ دوسری جانب گئی کیوں کے نیٹ ورک کا کچھ پرابلم ہو رہا تھا مناہل مال سے باہر آئی ہی تھی کہ کسی نے مناہل کو بیہوشی کی دوا سونگھا کر گاڑی میں ڈالا تھا اور ساتھ لے گئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رباب کے کافی دیر جب ڈھونڈنے پہ بھی مناہل نہ ملی تو

رباب نے روتے ہوئے یلماز کو کال کی تھی

ہیلو

یلماز بھائی

رباب روتے ہوئے بولی

سب ٹھیک ہے نا بھابھی کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں؟

رباب نے ساری بات یلماز کو بتائی

بھابھی آپ فکر نہ کریں میں مناہل کو بالکل ٹھیک آپکے پاس لے کر آؤں گا

بول کر یلماز نے کال بند کی اور پورچ کی طرف بھاگا

کچھ گھنٹوں کے بعد یلماز کی کال آئی رباب کو

جی بھائی کچھ پتہ چلا مناہل کا؟

ہاں بھابھی آپ ابھی ہاسپٹل آئیں میں ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں آپکو

اوکے بھائی

بیس منٹ میں رباب بھاگتی بھاگتی ہاسپٹل پہنچی تھی

بھائی مناہل کدھر ہے؟

اندر ہے ابھی ریسٹ کر رہی ہے

ایکس کیوز می

نرس آکر بولی

مناہل کے ساتھ آپ دونوں ہی ہیں نا؟

جی ہاں کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا؟

رباب فکر مندی سے بولی

آپ دونوں میرے ساتھ اندر چلیں

ایکچولی پیشنٹ کے ساتھ گینگ ریپ ہوا ہے

واٹ

رباب نے کہا

جی ہاں یہ لیں رپورٹ

اسنے بولا

چند آنسو نکل کر رباب کے چہرے پہ بہہ گئے

یہ سچ ہے بھابھی یلماز بولا

ہاں یہ سچ ہے ان ظالموں نے میری بہن جیسی دوست کی زندگی برباد کر دی

رباب نے روتے ہوئے کہا

بھابھی اپنے آپکو سنبھالیں آپ ایسے کریں گی تو مناہل کو کون حوصلہ دے گا

یلماز بولا

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں جب تک مناہل کے مجرموں کو سزا نہیں ہو گی چین سے نہیں بیٹھوں گا

یلماز نے کہا

تھنکس بھائی

رباب نے نم ہوتی آنکھوں سے یلماز کی جانب دیکھا تھا

یلماز نے کسی طرح رباب کو سمجھا کر گھر بھیج دیا تھا پوری رات وہ مناہل کے پاس تھا مناہل کی فیملی ممبرز کو بھی اس نے ساری بات بتائی تھی علی تو ہاسپٹل آ گیا تھا مگر مناہل کے والدین کو یلماز نے صبح آنے کا بولا تھا

یلماز مناہل کو پسند کرتا تھا اسے کبھی کہا نہیں کیوں کے کبھی موقع ہی نہیں ملا لیکن اتنی بڑی بات ہونے کے باوجود بھی یلماز کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی بلکہ اسکی محبت

اور بڑھ گئی تھی وہ ابھی بھی اسے اپنانے کو تیار تھا۔

مناہل گھر آگئی تھی یلماز اکثر اسکے گھر آتا رہتا تھا مناہل کے والدین یلماز کو تو کوئی فرشتہ سمجھتے تھے یلماز کی فیملی میں کوئی نہیں تھا وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور ایک حادثے میں اسکے والدین خالق حقیقی سے جا ملے تھے یلماز پولیس میں تھا۔

آخر کار مناہل کے والدین نے یلماز سے بات کر ہی لی کہ وہ اسے اپنا داماد بنانا چاہتے ہیں یلماز نے انھیں یہی کہا کہ وہ مناہل کی رضامندی بھی پوچھ لیں

مناہل کے ساتھ آل ریڈی اتنا کچھ ہو چکا تھا کہ اس نے چپ چاپ ہاں بول دی رباب اس رشتے سے بہت خوش تھی کیوں کے وہ جانتی تھی کہ یلماز مناہل سے بہت پیار کرتا ہے بس کبھی کہا نہیں تھا اسنے

آج ضراب کو گئے ہوئے ایک ویک گزر گیا تھا

کل مناہل اور یلماز کا نکاح تھا رباب نے عالیہ کو بھی ساتھ چلنے کو کہا تھا مگر عالیہ کا کل فائنل پیپر تھا جسے وہ سکپ نہیں کر سکتی تھی

آج صبح ضراب نے بتا دیا تھا کہ اسکی پوسٹنگ کراچی میں ہی ہو گئی ہے اور وہ دوپہر میں

آرہا ہے

شام کے ٹائم جب ضراب سو کر اٹھا تو دیکھا کہ رباب نیچے سیومنگ پول کے پاس بیٹھی ہے

وہ بھی فریش ہو کے نیچے چلا آیا

اسلام و علیکم

ضراب نے سلام دیا

وعلیکم اسلام

رباب نے ضراب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

کیسی ہو دشمن جاں؟

ضراب نے رباب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

الحمدللہ

آپ بتائیں

ہاں میں بھی ٹھیک ہوں

تمھیں سمندر پسند ہے کیا؟

ضراب نے رباب سے پوچھا

ہاں بہت زیادہ

رباب نے مسکرا کر کہا

ضراب کی نظر اسکے خوبصورت ہونٹوں پہ پڑی

اسنے بے ساختہ انھیں اپنے ہاتھوں سے چھولیا

رباب ضراب کی اس حرکت پہ حیران ہوئی

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اندر کی جانب بڑھ گئی اسی وقت ضراب کے دل میں ایک شدید قسم کی خواہش جاگی تھی۔

صبح سے مناہل کے گھر میں چہل پہل تھی مناہل ڈراک ریڈ کلر کے لمبے گاؤن میں غضب ڈھا رہی تھی

یلماز سفید رنگ کے شلوار قمیض میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا

رباب نے پنک کلر کا فراک پہنا تھا لمبے بالوں کو یونہی کھلا چھوڑا تھا

میک اپ میں اسنے کاجل کے ساتھ پنک لپ اسٹک اور کانوں میں وائٹ کلر کے چھوٹے چھوٹے بُندے پہن رکھے تھے

ضراب نے براون کلر کے شلوار قمیض پہنے تھے مگر رباب کو دیکھ کے وہ جہاں تھا وہی رک گیا تھا اسکا حسن اسے رکنے پہ مجبور کرتا تھا

نکاح ہو چکا تھا اور مناہل پیا گھر سدھار گئی تھی

رباب نے مناہل کو ڈھیر ساری دعاؤں اور پیار کے ساتھ رخصت کیا تھا۔

مناہل کب سے یہ سوچ کر پریشان تھی کہ یلماز پہ وہ زبردستی مسلط کی گئی ہے وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ یلماز اندر داخل ہوا تھا

اسلام و علیکم

یلماز نے سلام دیا

و علیکم اسلام

اسنے جواب دیا

یلماز مناہل کے قریب آکر بیٹھ گیا

اور بولا

"مناہل مجھے پتہ ہے کہ آپکو لگ رہا ہو گا کہ آپ مجھ پہ زبردستی مسلط کی گئی ہیں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے میں نے اپنی مرضی سے اس رشتے کے لیے ہاں کی ہے میں آپکی بہت عزت کرتا ہوں اور قدر بھی آپکو جتنا بھی ٹائم چاہیے ہو آپ لے سکتی ہیں اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو آپ مجھے بتائیں آپ مجھے اپنا دوست سمجھیں اور ہاں ایک اور بات آپ بہت خوبصورت ہیں اتنی زیادہ کہ آج تک میں نے کوئی آپ سا نہیں دیکھا"

مناہل کی نظریں جھک گئیں

آپ تھک گئی ہوں گی نا آرام کریں

گڈ نائیٹ

بول کہ وہ جانے لگا تھا کہ اچانک مناہل نے اسے آواز دی

یلماز

ہاں بولو

آپ کہاں جا رہے ہیں؟

دوسرے کمرے میں سونے

آپ یہاں سو سکتے ہیں نو پرابلم

مناہل نے کہا

ایک مسکراہٹ یلماز کے ہونٹوں پہ نمودار ہوئی تھی۔

رات کو رباب کمرے میں تھی کہ ضراب اندر آیا

رباب اپنے بُندے اتار کر سائیڈ پہ رکھ کے پلٹی ہی تھی کہ ضراب سے جا ٹکرائی

اوسوری میں نے دیکھا نہیں

رباب نے کہا اور جانے لگی ہی تھی کہ ضراب نے کمر سے پکڑا اور اپنی جانب کھینچا

چھوڑیں مجھے کیا کر رہے ہیں یہ

ششش

ضراب نے اپنی ناک کو رباب کی گردن پہ رکھا اور اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارا

رباب کا دل اسکے کانوں میں ڈھڑک رہا تھا

کیا ہو رہا تھا یہ کیوں ہو رہا تھا ان دونوں کے ساتھ

ضراب کی نظر اسکے سرخ رنگ کے ہونٹوں پہ پڑی

اسنے ایک مرتبہ پھر انھیں چھو لیا مگر اس بار اپنے لبوں سے چھوا تھا

ضراب یہ کیا کر رہے ہیں آپ پلیز جانے دیں

رباب اسکی گرفت میں مچل رہی تھی

لیکن ضراب کو تو جیسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

صبح رباب اٹھی اور شاور لے کر نیچے آئی تھی کہ اسے چکر آیا اور اسکا پاؤں پھسلا تھا۔

کچھ ٹائم بعد اسے ہوش آیا تو سب اسکے پاس ہی تھے سوائے ضراب کے راحت بیگم تو کب سے اسکا ماتھا چوم رہی تھیں

وہ اٹھ کر بیٹھی

بھابھی میں پھوپھو بننے والی ہوں

عالیہ نے خوش ہوئے کہا

کیا میں پریگنٹ ہوں؟

یاڈاکٹر رباب یو آر اینڈ یو نو آپ خود بھی ڈاکٹر ہیں فرسٹ پریگننسی ہے تو آپکو اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے اوکے ڈاکٹر نے کہا

جی ڈاکٹر انشااللہ ہم اپنی بہو کا پورا پورا خیال رکھیں گے

راحت بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پہ رباب مسکرادی تھی

جب سے رباب کے والدین ک

رات کو رباب شیشے میں کھڑے ہو کر اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر مسکرا رہی تھی جیسی بھی صورتحال ہو ماں بننے کی خوشی اور اسکا احساس سب سے انوکھا ہوتا ہے

ضراب کمرے میں کھڑا ٹیک لگائے کب سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا مگر جیسے ہی رباب نے اسکی جانب دیکھا وہ اسکے قریب آیا اور اسکو بازو سے پکڑ کر بولا

"رباب علوی میرے بچے کو کچھ نہیں ہونا چاہیے میرے بچے کے لیے اپنا خیال رکھو

سمجھی"

یہ بول کر وہ چلا گیا

رباب کی آنکھوں سے چند آنسو بہہ نکلے کیسا انسان تھا پتھر کا بنا تھا کیا جو اتنی بڑی خوشی پہ بھی خیر اسکو یہ سوچ کر اپنے بچے کو تکلیف نہیں پہنچانی تھی۔

عالیہ سونے لگی ہی تھی کہ اچانک عمر کی کال آگئی

ہیلو

اسلام و علیکم

عمر نے کہا

و علیکم اسلام

کیسی ہو

ٹھیک ہوں الحمد اللہ

آپ کیسے ہیں؟

تمہارے بن کیسا ہو سکتا ہوں؟

عمر نے کہا

عمر میں نے جان بوجھ کر رباب بھابھی سے بات نہیں کی ہمارے بارے میں وہ آل ڈیڈی پریگنٹ ہیں ان کے لیے ٹنشین لینا اچھا نہیں ہے کچھ ٹائم گزر جانے کے بعد بات کروں گی

عالیہ نے کہا تھا

اور تب تک میں کیسے رہوں گا تمہارے بغیر؟

عمر صاحب ہر مرتبہ آپکو بتاتی ہوں کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے لہزا تھوڑے حوصلے سے کام لیں

عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا

اچھا تو بہت ہنسی آرہی ہے جناب کو

عمر نے عالیہ کو کہا

ارے ایسی بات نہیں ہے

میں بس مزاق کر رہی تھی

عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا

عمر

عالیہ نے کہا

ہمم بولو

" کبھی مجھے چھوڑو گے تو نہیں نا؟"

کبھی بھی نہیں جانِ عمر

تمھیں چھوڑ کر کیا میں زندہ رہ سکوں گا

اللہ نہ کرے آپکو کچھ ہو عمر

عالیہ نے کہا

میں ہمشیہ تمہارے ساتھ رہوں گا تمہاری حفاظت کروں گا اور انشااللہ ہم جلدی ہی

شادی کر لیں گے

عمر نے کہا

آئی لو یو سو مچ عمر

عالیہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا تھا

آئی لو یو ٹو جان

عمر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

مناہل اور یلماز کی شادی کو ایک ویک گزر گیا تھا یلماز مناہل کا بہت خیال رکھتا تھا لیکن مناہل اپنے ساتھ ہوئے حادثے کو بھولا نہیں پا رہی تھی

آج ویک اینڈ تھا تو یلماز گھر پہ ہی تھا

مناہل شاور لے کر نکلی تھی ڈارک میرون کلر کا فراک اور ساتھ میں سفید کلر کا چوڑی دار پاجامہ پہن رکھا تھا وہ باہر آئی ہی تھی کہ یلماز اندر داخل ہوا تھا وہ اپنا والٹ اٹھانے کے لیے آیا تھا مگر اسکو دیکھ کے وہ ٹھٹک کے رکا تھا

مناہل بہت خوبصورت لگ رہی تھی

یلماز کے قدم آہستہ آہستہ آگے کی جانب اٹھنے لگے اور مناہل کے پیچھے کی جانب وہ پیچھے ہو ہی رہی تھی کہ اچانک یلماز نے مناہل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسکو اپنی طرف کھینچا تھا۔

"تم اتنی خوبصورت کیوں ہو مناہل"

یلماز نے کہا

جج جی

مناہل نے کہا

"کوئی بھی تم سا نہیں ہے"

کہہ کر یلماز کی نظر مناہل کے ہونٹوں پہ پڑی تھی وہ اس پہ جھکنے والا ہی تھا کہ اچانک مناہل نے کہا

"مجھے جانا ہے پلیز"

یلماز نے ایک نظر مناہل کو دیکھا اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور پھر آہستہ سے اسکو چھوڑا اپنا والٹ اٹھایا اور باہر نکل گیا۔

رباب اپنے کمرے میں بیٹھی آرام کر رہی تھی کہ ضراب کمرے میں داخل ہوا

اٹھو اور کچھ بنا کے لاؤ میرے لیے بھوک لگ رہی ہے مجھے

ضراب نے رباب سے کہا

رباب کی طبیعت اب اکثر خراب رہتی تھی آج صبح سے ہی اسکی طبیعت بوجھل بوجھل سی تھی

اٹھو ناہر ٹائم بستر توڑتی رہتی ہو اٹھو اور جلدی سے میرے لیے کچھ بنا کے لاؤ پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس

ضراب نے غصے سے کہا

رباب فورا اٹھی اور نیچے چل دی

کیچن میں گئی ہی تھی کہ ایک میڈ نے اسکو پکارا

میم آپ رہنے دیں آپ جا کے آرام کریں میں کرتی ہوں

نہیں اٹس اوکے میں کر لوں گی

رباب نے کہا

اس نے فریج کھولا اور اس میں سے چکن نکالا اور لیگ پیس کو جلدی جلدی فرائی کیا ساتھ میں اس نے سوس اور چٹنی بھی بنائی اور یہ سب لے کر وہ پورے پندرہ منٹ کے بعد وہ روم میں آئی اس نے ٹرے کو ضراب کے سامنے ٹیبل پہ رکھا

بیٹھو

ضراب نے رباب سے کہا

میں؟

رباب نے ڈرتے ڈرتے کہا

نہیں تمہارے فرشتوں کو کہا ہے ظاہر ہے ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور نظر آرہا ہے تمھیں تو تمھیں ہی کہہ رہا ہوں

رباب بیٹھ گئی

ضراب نے نوالا لیا

ہممم ٹیسٹی

ذائقہ ہے تمہارے ہاتھ میں

ضراب نے کہا

تھینک یو

رباب نے بولا

تم بھی کھاؤ

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے

تم سے پوچھا نہیں ہے کہا ہے اور ویسے بھی یہ سب میں اپنے بچے کے لیے کہہ رہا ہوں تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو اور ہاں تم کسی خوش فہمی میں نہ رہنا سمجھی اور اب چپ چاپ کھاؤ

اس نے پلیٹ اسکے سامنے رکھی

رباب نے نوالا لیا

کچھ آنسو اسکی خوبصورت آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

آج صبح سے عمر کا بہت دل کر رہا تھا رباب سے ملنے کو اصل میں اسکو رباب کے لیے بہت بے چینی ہو رہی تھی ظاہر ہے بھائی جو تھا لہزا وہ رباب سے ملنے کے لیے چل دیا

رباب اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی کہ ضراب اندر داخل ہوا

"ہو گئی محترمہ کی نیند پوری اٹھو اور میری ٹانگوں کو دباؤ"

ضراب نے روکھے پن سے کہا

رباب کو غصہ آ گیا وہ ضراب کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور بولی

"نوکر نہیں ہوں میں آپکی ہر ٹائم جو آپکی طرح طرح کی باتیں سنو"

کیا کہا تم نے

ضراب بولا

وہی جو آپ نے سنا

رباب نے کہا تھا

عمر اندر داخل ہوا تھا

راحت بیگم سامنے ہی بیٹھی تھیں

اسلام و علیکم دادی جان

و علیکم اسلام بیٹا آؤ آؤ اندر آؤ

جی ضرور

کیسی ہیں آپ

ہاں بیٹا اللہ کا شکر ہے

تم بتاؤ کیسے ہو

جی الحمد اللہ میں بھی ٹھیک ہوں

سب کدھر ہیں کوئی نظر ہی نہیں آرہا

ارے بیٹا شہباز بیٹا تو آفس گیا ہے

اور عالیہ کا پیپر ہے آج اور رباب ضراب اپنے کمرے میں ہیں

اچھا دادی میں پھر مل لوں گا رباب آپی سے

ارے بیٹا ایسی بات نہیں ہے تم جا کے مل لو

او کے دادی

بول کر عمر سیڑھیاں چڑھنے لگا

بکواس بند کرو

ضراب نے رباب کو بولا تھا

آئندہ سے میرے سامنے زبان چلائی نا جان لے لوں گا تمہاری

ضراب بولا تھا

آپ کو کیا لگتا ہے مسٹر ضراب مرزا کہ آپ سے شادی میں نے اپنی خوشی سے کی ہے نہیں اگر میرے بھائی کی زندگی کا سوال نہ ہوتا اس دن عمر کو آپکے بندوں نے کڈنیپ نہ کیا ہوتا تو کبھی بھی آپ جیسے انسان سے شادی نہ کرتی میں

رباب بولی تھی

یہ سن کر عمر کو جھٹکا لگا تھا

وہ مزید وہاں رکا نہیں بلکہ وہاں سے نکل گیا تھا

"چلو میرے ساتھ باہر" ضراب اسکو کھینچتا ہوا باہر لے آیا

چھوڑیں مجھے آپ یہ کیا کر رہے ہیں

رباب بول رہی تھی

کمرے سے باہر لا کے اس نے رباب کو چھوڑا

رباب اب سیڑھیوں کی طرف تھی

ضراب کے قدم آگے کی جانب جبکہ رباب کے قدم پیچھے کی جانب اٹھنے لگے

ہاں اب بولو کیا کہا تھا تم نے کہ مجھ جیسے انسان سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی ہاں بولو؟

ضراب کہہ ہی رہا تھا کہ رباب کا پاؤں پھسلا تھا

"رباب"

ضراب چلایا تھا

اور رباب کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی تھی ضراب رباب کو بچانے بھگا تھا مگر اس وقت

تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

ضراب نے فورا رباب کو اٹھایا گاڑی میں ڈالا اور ہاسپٹل کی جانب بھاگا تھا

وہ گاڑی اتنی تیز ڈرائیو کر رہا تھا کہ اسے ہوش ہی نہیں تھا دو تین مرتبہ انکا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا مگر اسے کیسے بھی کر کے اپنے بچے کو اور رباب کو بچانا تھا

راحت بیگم بھی ساتھ تھیں رباب کا سر راحت بیگم کی گود میں تھا وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی

اسنے خون سے بھرا ہوا ہاتھ اپنہ پیٹ پہ رکھا تھا

"میرا بچہ"

رباب نے روتے ہوئے کہا تھا

حوصلہ رکھو میری بچی اللہ سب بہتر کرے گا راحت بیگم کی آنکھوں سے چند آنسو ٹپکے تھے

ضراب نے ایک نظر اسے دیکھا تھا

ایک آنسو ضراب کی آنکھ سے ٹپکا تھا وہ ضراب مرزا جو نہایت سخت تھا آج رباب کو اس

حالت میں دیکھ کے پگھلا تھا۔

"ویسے تو مرد بڑا مضبوط ہوتا ہے مگر اپنے سے وابستہ عورت کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے وہ پگھل جاتا ہے"

وہ لوگ پہنچ چکے تھے

ضراب آپریشن تھیٹر کے باہر کب سے ویٹ کر رہا تھا چل چل کے اسکے پاؤں شل ہو گئے تھے

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا تھا

ڈاکٹر

پلیز بتائیں رباب کیسی ہے اور میرا بچہ؟

ضراب نے پوچھا

سوری مسٹر مرزا ہم آپکے بچے کو نہیں بچا سکے اور ایک اور بھی بری خبر ہے وہ یہ کہ آپکی وائف سر پہ شدید چوٹ لگنے کی وجہ سے اور زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے کومہ میں جا چکی ہیں اور اب تو کوئی معجزہ ہی انکو ٹھیک کر سکتا ہے عموماً اسطرح کے کیسیز میں ماں

اور بچے دونوں کی جان کو خطرہ ہوتا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو بچایا جا سکتا ہے یا پھر دونوں کو ہی نہیں

یہ الفاظ ہتھوڑے کی مانند ضراب کے دماغ پہ برس رہے تھے اسکی نظروں میں زمین اور آسمان گھوم گئے تھے

راحت بیگم نے سہارا دے کر اسے بیٹھایا تھا شہباز صاحب آفس میں تھے جیسے ہی انھیں معلوم ہوا وہ نکل گئے ہاسپٹل کے لیے رباب کے مما پاپا اور عمر کو بھی پتہ چل گیا تھا عمر تو آ گیا تھا مگر اس نے کسی طرح اشفاق صاحب اور ثانیہ بیگم کو تسلی دے کر صبح ہاسپٹل آنے کا بولا تھا کیوں کے رات بھی کافی ہو چکی تھی ثانیہ بیگم تو رو رو کر غم سے نڈھال تھیں اشفاق صاحب نے بڑی مشکل سے انھیں سنبھالا تھا۔

ضراب پوری رات سگریٹ پیتا رہا اور اپنے کیے پہ وقفے وقفے سے آنسو بہاتا رہا

ضراب گھر میں اکیلا تھا

اسکی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں اور سر میں بھی شدید درد تھا اسے

وہ صوفے پہ بیٹھا تھا کہ اچانک اسے آواز آئی

اب کیوں رو رہے ہو؟

کس وجہ سے رو رہے ہو سب کچھ اپنے ہاتھوں سے ختم کر کے اب اپنے کیے پہ آنسو بہا رہے ہو؟

اپنے بچے کے قاتل تم خود ہو

ضراب مرزا

کون تھا یہ کیا چاہتا تھا یہ کوئی اور نہیں بلکہ اسکا اپنا ضمیر تھا

نہیں میں نے اپنے بچے کو نہیں مارا تم جھوٹ بول رہے ہو

ضراب خود سے بول رہا تھا

کبھی سوچا ہے رباب کے بارے میں اس پہ کیا گزرے گی یہ سب جان کر اور تم تو پیار کرتے تھے نا اچھی لگنے لگی تھی تمھیں وہ ہے نا؟

پیار کرتا ہوں بہت پیار کرتا ہوں

ضراب بولا تھا

لیکن تم اپنے بدلے کی آگ میں اتنا اندھے ہو گئے کہ تمھیں کچھ سنائی اور دیکھائی ہی نہیں دے رہا تھا مگر اب بھی وقت ہے جاؤ اور معافی مانگ لو اس سے وہ معاف کرے گی تو اللہ بھی معاف کر دے گا

معافی؟

ہاں معافی میں اپنی روحی سے معافی مانگ لوں گا

ضراب نے کہا تھا۔

مناہل کو بھی پتا چل چکا تھا وہ ہاسپٹل آئی تھی رباب سے ملنے رباب کو اس حال میں دیکھ کر وہ بہت روئی رباب اور مناہل میں سگی بہنوں جیسا پیار تھا

یلماز اسے بہت مشکل سے گھر لے کے گیا تھا کیوں کے مناہل رباب کے پاس ٹھہرنا چاہتی تھی مگر مناہل کی خود بھی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔

عالیہ بھی ہاسپٹل آئی تھی مگر عمر نے ایک دفعہ بھی اسکی جانب نہیں دیکھا عالیہ حیران تھی کہ عمر ایسے ری ایکٹ کیوں کر رہا ہے اس نے اسکو بہت کالز بھی کی میسیجز بھی کیے مگر عمر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اب سچ میں عالیہ کو فکر ہونے لگی تھی کہ آخر معاملہ

کیا ہے۔

ضراب اندر آیا تھا

رباب صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی مشینوں میں اسکا جسم جکڑا ہوا تھا

ضراب اسکے پاس بیٹھ گیا

"روحی"

ضراب صدیوں کا تھکا ہوا لگ رہا تھا

مجھے پتا ہے کہ تم مجھے سن سکتی ہو

میں جانتا ہوں میں نے جو کیا بہت غلط کیا بدلے کی آگ نے اندھا ہی کر دیا تھا مجھے

تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے میں نے جانتا ہوں مگر اب میں سدھر گیا ہوں میں

اپنے کیے پہ بہت شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر دو

کچھ آنسو ضراب کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

عالیہ صبح سے عمر کو کالز کر رہی تھی مگر وہ کال نہیں پک کر رہا تھا آخر کار اس نے عالیہ کی

کال ریسیو کر ہی لی

ہیلو عمر پلیز میری بات سنو ایسا کیوں کر رہے ہو کیوں مجھ سے بات نہیں کر رہے میری کال نہیں اٹھا رہے اور میرے میسیجز کا ریپلائی نہیں کر رہے ؟ایسا کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ

عالیہ نے کہا

مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی ہم دونوں اب ایک نہیں ہو سکتے مجھے بھول جاؤ اور آج کے بعد میرا نام بھی اپنی زبان پہ مت لانا سمجھی

کہہ عمر نے کر کال کاٹ دی تھی

عالیہ کو تو اپنے کانوں پہ یقین ہی نہیں آیا کہ اس نے عمر کے منہ سے کیا سنا تھا بہت مشکل سے وہ اپنے کمرے میں آئی تھی کمرے میں آنے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

وعدہ تھا ہر رات کا

عمر بھر ساتھ کا

تو آیا نہیں ساجنا

وعدوں کا کیا ہوا

بے وجہ عشق میں صنم

ہم یوں نہ جلتے

ہم کو پتہ جو ہوتا عشق نہ کرتے

تو نے کہا تھا آئے گا

مجھے بھی انتظار تھا

تھا موسم برسات کا

وعدوں کا کیا ہوا۔۔۔۔۔۔

دو گھنٹے رونے کے بعد عالیہ نے دوبارہ عمر کو کال کی مگر شاید عمر نے اسکو بلاک کر دیا تھا ایک دفعہ پھر آنسو اسکی آنکھوں سے جاری ہو گئے تھے

مناہل اکثر رات کو نیند سے اٹھ جاتی تھی مناہل اب پہلے جیسی مناہل نہیں رہی تھی اسکی شوخی اسکی ہنسی کہیں کھو گئی تھی یلماز نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ مناہل کو نارمل کر سکے مگر مناہل اس حادثے کو بھولا نہیں پا رہی تھی یلماز سے مناہل کی یہ حالت نہیں

دیکھی جاتی تھی اس نے تمام پولیس فورس کو بول رکھا تھا کہ ان ڈاکوؤں کا ذرا سا بھی پتہ چلے تو اسے فوراً اطلاع کریں

شام سے مناہل بور ہو رہی تھی اسکو رباب کی بھی کافی فکر ہوتی تھی فلحال تو مناہل کی اپنی طبیعت پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی ڈاکٹر نے اسکو کسی بھی قسم کا سٹریس لینے سے منع کیا تھا

وہ ٹیریس پہ کھڑی تھی کہ پیچھے سے یلماز آیا مناہل کو اسکے آنے کی خبر نہ ہو سکی تھی

یلماز نے اپنے دونوں ہاتھ فسیل پہ رکھے تھے

مناہل کا دل ڈھڑک اٹھا تھا

مناہل کے بال اڑ کر یلماز کے ہونٹوں کو چھو رہے تھے

یلماز نے انھیں پیچھے سرکایا تھا

مناہل کافی کنفیوز ہو رہی تھی یلماز کے قریب آنے سے اس لیے وہ کمرے میں آگئی

وہ کمرے سے باہر جانے ہی لگی تھی کہ یلماز نے کمر سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا

کیوں دور بھاگتی ہو مجھ سے مناہل میں برا نہیں ہوں ایک دفعہ یقین کر کے تو دیکھو اتنی

عزت دونگا اتنی قدر کروں گا کہ جتنا تم نے سوچا تک نہ ہو گا اور میں وعدہ کرتا ہوں تم سے جب تک تمہارے مجرموں کو سزا نہ دے دوں چین سے نہیں بیٹھوں گا

یلماز بولا تھا

چند آنسو مناہل کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے

جن کو یلماز نے اپنے ہونٹوں سے چن لیا تھا

یلماز

مناہل نے پکارا

پلیز مجھے جانے دیں

یلماز نے مناہل کی جانب گہری نظروں سے دیکھا تھا

اور اسکو چھوڑ کر باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

عالیہ نے ہار نہیں مانی تھی اس نے فیصلہ کیا کہ وہ عمر سے ملے گی

اگلے دن وہ عمر کے گھر چلی گئی اشفاق صاحب اور ثانیہ بیگم ہاسپٹل ہی گئے تھے اس لیے

عمر گھر پہ اکیلا تھا وہ عمر کے سامنے جا رکی اور بولی

اب بولو کیوں تڑپا رہے ہو مجھے ایسا کیا گناہ کر دیا جس کی سزا دے رہے ہو؟

عمر نے عالیہ کی جانب دیکھا اور چل کے اسکے پاس آیا

کیوں بتاؤں تمھیں؟

عمر نے نفرت بھرے لہجہ میں کہا

عالیہ کو غصہ آیا اور اس نے عمر کا گریبان پکڑ لیا

بتاؤ کیوں کیا ایسا کیوں کھیل کھیلا میرے ساتھ

عالیہ روتے ہوئے بولی

عمر نے گریبان چھوڑوا کر کاٹ دار نظروں سے عالیہ کی جانب دیکھا اور عالیہ کو پکڑ کے دیوار کے ساتھ لگایا اور بولا

کھیل تو تم لوگوں نے کھیلا ہے ہمارے ساتھ اتنا ہی شوق ہے نا گریبان پکڑنے کا تو جا کے اپنے بھائی کا پکڑو کیوں کے وہ ہی اس سب کا ذمہ دار ہے۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟

مطلب یہ کے یہ سب کچھ جو ہوا ہے آپکے بھائی کی مہربانی سے ہوا ہے

عمر نے کہا

کیا مطلب صاف صاف بات بتاؤ نا

عمر نے ساری بات عالیہ کے گوش گزاری

عالیہ کو تو اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا

یہ سب بھائی کیسے کر سکتے ہیں؟

ایسا ممکن نہیں ہے

جی ہاں یہ سب کچھ سچ ہے اگر یقین نہیں ہے تو جا کے اپنے بھائی سے پوچھ لو

عمر بول کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

عالیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسے ضراب سے ایسے کسی کام کی امید نہیں تھی

وہ مرے مرے قدموں سے واپس آئی تھی۔

رات کو گھر میں صرف عالیہ اور ضراب ہی تھے

عالیہ کو ضراب پہ بہت غصہ تھا وہ ضراب کے کمرے میں گئی تو دیکھا کہ سب لائٹس آف تھیں کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا

اور ضراب کرسی پہ بیٹھا سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔

اب کس بات کا سوگ منا رہے ہیں بھائی؟

عالیہ نے ایک وار کیا تھا

کیا مطلب؟

ضراب نے کہا تھا

مطلب آپکو اچھے طریقے سے پتہ ہے

میں سمجھا نہیں کچھ

ضراب کنفیوز ہوا

کیوں کیا اس معصوم کے ساتھ ایسا؟

کس معصوم کے ساتھ

رباب بابھی کی بات کر رہی ہوں

کیوں کیا ایسا جانتے ہیں اپنی اور میری خوشیوں کا گلا آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے گھونٹا ہے

عالیہ چیخی تھی

عالیہ لیکن میں نے کیا کیا ہے؟

کیا کیا ہے یہ بولیں کیا نہیں کیا آپ نے بھائی عالیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

عمر کو کڈنیپ کروا کے رباب بھائی کو زبردستی دھمکا کر شادی نہیں کی آپ نے؟

یہ جھوٹ ہے بولیں؟

عالیہ بولی

تت تمھیں کیسے پتہ یہ سب؟

ضراب کے ہوش اڑے تھے

عمر نے اس دن سب سن لیا تھا جس دن رباب بھابھی کا, مس کیرج ہوا تھا

عالیہ نے کہا

مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی بھائی آپ اتنے گرے ہوئے اور گھٹیا سوچ کے مالک ہیں میں نے سوچا نہیں تھا آپ نے اپنے اور رباب بھابھی کے ساتھ ساتھ مجھے اور عمر کو بھی برباد کر دیا ہے

مطلب,؟

ضراب نے انجان نظروں سے عالیہ کی جانب دیکھا

مطلب میں اور عمر ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے اور یہ بات میں رباب بھابھی کو بتانے والی تھی مگر آپ نے بتانے کا موقع ہی کہاں دیا

عالیہ نے کاٹ دار لہجے میں کہا تھا

عالیہ میری جان میری گڑیا مجھے معاف کر دو پلیز اپنے بھائی کو معاف کر دو میں جانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے اور مجھے پچھتاوا بھی ہے پلیز

ضراب نے التجا کی تھی

عالیہ نے نفرت سے رخ موڑا اور بولی

معافی مجھ سے نہیں ان سے مانگیں جن سے آپکو معافی مانگنی چاہیے وہ معاف کریں گے انکا اللہ بھی معاف کر دے گا آپکو

کہہ کر عالیہ رکی نہیں تھی۔

ضراب وہی کھڑا سوچتا رہ گیا تھا

عمر آفس سے واپس گھر آیا ہی تھا کہ آگے ضراب کو اپنا انتظار کرتے ہوئے پایا

گھر میں صرف عمر اور ضراب ہی تھے اشفاق صاحب اور ثانیہ بیگم رباب کو ہاسپٹل دیکھنے گئے ہوئے تھے

کس لیے آئے ہو یہاں؟

عمر بولا

عمر یار مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے میں واقعی شرمندہ ہوں مگر مجھے میری غلطی کا احساس ہو گیا ہے پلیز مجھے معاف کر دو

معافی؟

کس چیز کی معافی مانگ رہے ہو مجھ سے ضراب مرزا ہاں

کیوں معاف کرو تمھیں میری بہن کی خوشیوں کے قاتل ہو تم اور تم بول رہے ہو تمھیں معاف کر دوں

عمر بولا تھا

ضراب کی آنکھوں سے چند آنسو ٹپک پڑے اس نے ہاتھ جوڑے اور بولا

عمر میں وعدہ کرتا ہوں تم سے آج سے ابھی سے تمہاری بہن کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا پوری دنیا کی خوشیاں تمہاری بہن کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا مجھے تمہاری بہن سے عشق ہو گیا ہے عمر پلیز مجھ معاف کر دو میں بہت شرمندہ ہوں پلیز ایک بار موقع دے دو

عمر نے ضراب کی آنکھوں میں دیکھا تو وہاں اسے واقعی میں شرمندگی پچھتاوا اور رباب کے لیے بے پناہ عشق نظر آیا

ٹھیک ہے میری ایک شرط ہے

عمر بولا

کیسی شرط

ضراب بولا

جب تک آپی کو ہوش نہیں آتا وہ تمھیں معاف نہیں کرتیں تب تک میں بھی تمھیں معاف نہیں کروں گا

عمر دوٹوک لہجے میں بولا

مگر عمر عالیہ بہت تکلیف میں ہے اسکا کیا پیار کرتی ہے تم سے وہ اسکا تو کوئی قصور نہیں ہے نا

ضراب بولا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو میری بہن کا کیا قصور تھا اس سب میں کیوں کیا ایسا اسکے ساتھ ہاں؟

عمر نفرت بھرے لہجے میں بولا

یہ بات سچ ہے کہ عالیہ سے محبت میں نے بھی کی ہے لیکن یہ بھی سچ ہے مجھے میری بہن سے بھی اتنی ہی محبت ہے جتنی تمہاری بہن سے ہے اس لیے اب دعا کرو آپی تمھیں

معاف کر دیں

بول کر عمر اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ضراب گاڑی کی چابیاں اٹھا کر باہر نکل گیا

ایک سال گزر جانے کے بعد بھی ضراب کے پاگل پن، جنون اور اسکے عشق میں کوئی کمی نہیں آئی تھی البتہ وہ کافی حد تک چینج ہو گیا تھا مگر رباب کے لیے وہ آج بھی اتنا ہی پوسیو پاگل اور آج بھی اتنا ہی دیوانہ تھا اس ایک سال میں عمر اور عالیہ نے بھی آپس میں کوئی بات نہیں کی تھی دوسری طرف مناہل خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکی تھی یلماز کی محبت نے ایک بار پھر سے اسے زندگی کی طرف واپس لانے کی کوشش کی تھی جو کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی تھی مناہل کو یلماز اچھا لگنے لگا تھا مگر اس نے ابھی تک یہ بات یلماز کو نہیں بتائی تھی

رباب کو کومہ میں گئے ہوئے آج پورا ایک سال ہو گیا تھا

رباب یار اب بس بھی کر واٹھ جاؤ نہ اب اور کتنا تڑپاؤ گی مجھے معافی مانگی ہے نہ تم سے میں تمھیں بنا کیسے جی رہا ہوں یہ صرف میں ہی جانتا ہوں تمہاری آواز سننے کو میرے

کان ترس گئے ہیں

ضراب کہتے ہوئے جزباتی ہو گیا تھا

وہ رباب کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ اچانک رباب کے جسم نے حرکت کی تھی ضراب نے ایک جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا تھا

ڈاکٹر، ڈاکٹر

ضراب بولا

ڈاکٹر دیکھیں مجھے لگتا ہے رباب کو ہوش آ رہا ہے

دس منٹ کے بعد روم کا ڈور اوپن ہوا اور ڈاکٹر باہر آیا

مبارک ہو مسٹر مرزا آپکی وائف کو ہوش آ گیا ہے

کیا سیریسلی ڈاکٹر او گاڈ آئی کانٹ

ضراب تو خوشی کے مارے پاگل ہی ہو گیا تھا

اب کیسی ہے وہ ڈاکٹر؟

"ناؤ شی از فائن"

ابھی وہ ریسٹ کر رہی ہیں کچھ ٹائم کے بعد آپ ان سے مل سکتے ہیں

تھنیک یو ڈاکٹر

ضراب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

اس کے بعد ضراب نے فون کر کے سب کو بتایا سب کو بہت خوشی ہوئی ضراب نے جا کے شکرانے کے نوافل ادا کیے

سب رباب سے مل کر جا چکے تھے

ضراب کمرے میں داخل ہوا

رباب چھت کو گھور رہی تھی

رباب

رباب

رباب

جب ضراب کے تین دفعہ آواز دینے پہ بھی وہ کچھ نہ بولی تو ضراب نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اس نے فوراً اسے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا تھا

ضراب تو اسکے اس رد عمل پہ حیران رہ گیا تھا

رباب

آئیم سوری سو سوری رباب

مجھے پتہ ہے میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے بہت پچھتاوا ہے مجھے اپنے کیے پہ لیکن اب مجھے سمجھ آگئی ہے مجھے معاف کر دو پلیز میں نہیں رہ سکتا تمہارے بنا

رباب نے نظریں اٹھا کر ضراب کی جانب دیکھا اور پھر اٹھ کر بیٹھی اور بولی

معافی؟

کس چیز کی معافی

یا یوں کہیں کس کس چیز کے لیے آپکو میں معاف کروں

میرا سب کچھ تو مجھ سے آپ چھین چکے ہیں

اب اور کیا چاہتے ہیں

رباب بولی تھی کچھ آنسو بھی پلکوں پہ آ ٹھہرے تھے

رباب پلیز میں بہت شرمندہ ہوں پلیز ایک موقع دے دو نہ مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے

رباب سچا عشق

اب کسی چیز میں دل نہیں لگتا تم ہی تم نظر آتی ہو پلیز رباب

ضراب نے التجا کی تھی

رباب ہنسی تھی ساتھ آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے تھے

عشق؟

عشق کا مطلب بھی جانتے ہیں آپ ضراب مرزا

پتہ ہے عشق کا مطلب روگ لینا ہوتا ہے خود کو فنا کر دینا قربان ہو جانا اپنی ذات کو مٹا دینا یہ مطلب ہوتا ہے

اور آپ کہہ رہے ہیں عشق ہو گیا ہے مجھ سے ارے آپ جیسے انسان کو تو محبت کا مطلب نہیں پتہ تو یہ تو پھر عشق ہے

رباب نے کاٹ دار لہجے میں کہا تھا

رباب پلیز میری بات تو سنو

بس ضراب مرزا اب آپکی کوئی بات نہ برداشت کروں گی نہ ہی سنو گی

اب آپکا یہاں کوئی کام نہیں جا سکتے ہیں آپ

رباب دوٹوک لہجے میں بولی تھی

ضراب مرے مرے قدموں سے جا ہی رہا تھا کہ جبھی رباب نے اسکو پکارا

دروازہ بند کر کے جایئے گا

اور وہ جا چکا تھا

اس کے جانے کے بعد رباب بہت زیادہ روئی تھی اور کب آنکھ لگی تھی اسکو خود نہیں پتہ چلا تھا

صبح رباب کو ڈسچارج ہونا تھا ضراب اسکو لینے آیا تھا مگر اس نے ساتھ آنے سے انکار کر دیا تھا ضراب بہت بولا مگر وہ نہیں مانی۔

گھر آنے کے بعد رباب سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی اور لاک کر لیا روم کو وہ فالحال باکل اکیلا رہنا چاہتی تھی۔

ضراب کے کانوں میں ابھی تک رباب کی وہ والی باتیں گونج رہی تھیں کہ اسے تو محبت کا مطلب نہیں پتہ تو عشق کا کیسے پتہ ہو گا

"تو کیا میں نے رباب سے عشق نہیں کیا کیا اس ایک سال میں نے اسکی خاطر خود کو نہیں بدلا کیا میں اسکا دیوانہ نہیں کیا میرا عشق سچا نہیں میرے جزبات پاک اور سچے نہیں ضراب نے نماز میں دعا مانگتے ہوئے اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسکی آنکھوں میں اختیار آنسو آ گئے

مگر اس نے ہار نہیں مانی تھی ضراب مرزا نے کبھی ہارنا نہیں سیکھا تو یہاں تو بات ہی اس عشق کی تھی جس کے لیے وہ پچھلے ایک سال سے تڑپ رہا تھا۔

رباب کھڑکی کے پاس ہی کھڑی ہوئی تھی جب عمر آیا تھا

آپی اب کیسی طبیعت ہے

الحمدللہ ٹھیک ہوں

رباب نے مسکراتے ہوئے کہا

آپی میں جانتا ہوں تم کس کرب سے گزر رہی ہو مجھے احساس ہے لیکن تم دیکھنا ایک نہ ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا انشااللہ

عمر نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

ایک بات مانو گے عمر میری

رباب نے عمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا

ہاں آپی بولو کیوں نہیں مانوں گا تم بس بولو تو

عالیہ کو معاف کر دو اس بیچاری کی اس سب میں کوئی غلطی نہیں ہے وہ تم سے واقعی ہی میں پیار کرتی ہے

وہ تو ٹھیک ہے آپ لیکن تمھیں کیسے پتہ کہ میں اور عالیہ

مجھے بہت پہلے سے پتہ تھا مگر کبھی بات کرنے کا موقع نہیں ملا اب بول رہی ہوں اسکی قدر کرو اور اس سے جا کے سوری بولو

بولو گے نہ

ٹھیک ہے آپی جیسے تمہاری مرضی

عمر نے رباب کی جانب دیکھا تھا

رباب نے عمر کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا اور مسکرا دی تھی

مناہل رباب کے گھر آ کے اس سے مل کے جا چکی تھی مناہل نے بھی رباب کو سمجھایا تھا کہ ضراب واقعی ہی چینج ہو گیا ہے اور تم سے بہت پیار کرتا ہے مگر رباب کا دل ٹوٹا تھا گھاؤ گہرا تھا اور ٹائم تو لگنا تھا زخم کو ٹھیک ہونے میں

رباب کو اپنے گھر میں دو ہفتے ہو چکے تھے ضراب ہر روز اسکو میسجز کالز کرتا تھا مگر وہ پک نہیں کرتی تھی ایک دو دفعہ وہ گھر بھی آیا مگر اس نے ملنے سے انکار کر دیا تھا

ضراب کی بے چینی اسکی بے قراری کا کوئی حال نہیں تھا اس کو رباب سے واقعی ہی سچا عشق ہو گیا تھا اس نے کچھ ٹائم کے لیے آف لے لیا تھا شہباز صاحب اور راحت بیگم سے اسکی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی تھی

آج اس نے کالے رنگ کے شلوار قمیض پہنے تھے اور ساتھ میں کالی چادر لی تھی

نماز پڑھنے کے بعد وہ گھر سے نکل گیا

کچھ ٹائم کے بعد وہ ایک دربار کے سامنے موجود تھا

ننگے پاؤں وہ آگے بڑھا تھا ایک عجیب سی بے خودی ایک سرور اس پہ طاری ہونا لگا تھا

وہ آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کو کسی نے پکارا تھا

سنو بیٹا

جی بابا

یہاں آؤ میرے پاس

وہ انکے پاس گیا اور وہی بیٹھ گیا

حلیہ اسکا یہ تھا لال انگارہ ہوتی آنکھیں بڑھی ہوئی شیو بکھرے بال آنکھوں کے نیچے

گہرے حلقے جیسے برسوں سے سویا ہی نہ ہو

عشق ہو گیا ہے نہ تمھیں؟

ان بزرگ نے اسکی طرف دیکھا تھا

آپکو کیسے پتہ

وہ بزرگ مسکرا دیئے اور بولے

تو نے عشق کیا بچے تیری منزل میں بہت روکاوٹیں آنی ہیں تو نے صبر کرنا ہے کیوں وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے تجھے تیری غلطی کا احساس ہو گیا وہ ہی کافی ہے

مگر آپ اتنا سب کیسے جانتے ہیں میرے بارے میں

تجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے

مگر بابا وہ مجھے معاف نہیں کرے گی پر میں اسے کیسے یقین دلاؤں کہ میرا عشق سچا ہے

بچے تو بس صبر رکھ اللہ تیرے ساتھ ہے کیوں کے تیرا عشق سچا ہے

جا بچہ اللہ تجھے اپنے امان میں رکھے اور تیری مشکل آسان کرے

یہ کہہ کر وہ بزرگ چلے گئے

یہاں آنے کے بعد ضراب کو بہت سکون ملا تھا۔

عمر عالیہ سے ملنے گیا تھا

کیسی ہو؟

عمر نے پوچھا

زندہ ہوں بس آپ بتائیں کیسے ہیں

ٹھیک ہوں میں بھی

عالیہ ایکچولی سوری میں اپنے کیے پہ شرمندہ ہوں مجھے تمہارے ساتھ ایسے بی ہیو نہیں کرنا چاہیے تھا بٹ بات ہی اتنی بڑی تھی کہ ناقابل برداشت تھی اور پھر اوپر سے رباب آپی کے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا اسکا بھی غصہ تھا

مانتی ہوں رباب بھابھی کے ساتھ جو ہوا اچھا نہیں ہوا مگر اس سب میں میرا کیا قصور تھا عمر

مجھے تو اس سب کے بارے میں پتا تک نہیں تھا عالیہ نے دونوں ہاتھوں سے عمر کا گریبان پکڑا ہوا تھا

آنسو بھی آنکھوں سے رواں دواں تھے

جانتا ہوں عالیہ مگر کیا مجھے ایک موقع نہیں دے سکتی

آپ۔۔آپ مجھ سے بات مت کریں

عمر کو عالیہ کی اس ادا پہ بہت پیار آیا کیوں کے وہ اسی کے گلے لگ اسکو بول رہی تھی کہ

مجھ سے بات مت کرو

اچھا ٹھیک ہے آئندہ کے بعد نہیں آؤں گا

عمر جانے لگا تھا جب عالیہ نے پکارا

میں نے ایسا کب کہا کہ آپ چلے جاہیں

عالیہ نے عمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اچھا تو میں کیا سمجھو کہ تم نے مجھے معاف کر دیا؟

ہاں عالیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

عمر بھی مسکرا دیا تھا

عمر کے قدم آگے کی جانب بڑھے تھے جبھی عالیہ نے کہا

کیا کر رہے ہیں عمر صاحب یہ پبلک پیلس ہے

کیا کروں مجھ سے اور صبر نہیں ہوتا عمر نے عالیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا

ویسے بھی اب تمہارے ایگزمس بھی ہونے والے ہے اور اب میں نے بھی آفس میں کام سنبھال لیا ہے

تو بس کچھ ٹائم میں شادی کی بات کروں گا

عالیہ

عمر نے عالیہ کو پکارا

جی

آئی لو یو مائے لو

عمر نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

جب کے عالیہ اسکی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا کے مسکرا دی تھی۔

یلماز ابھی ابھی شاور لے کر نکلا تھا جب اسکی سیل پہ رنگ ہوئی دیکھا تو کانسٹیبل علی کی کال تھی تھانے سے

ہاں علی بولو؟

کیا؟

اوکے ٹھیک ہے میں پانچ منٹ میں پہنچ رہا ہوں

والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھا کر یلماز باہر کی جانب بھاگا تھا

سر یہی ہے وہ لوگ جو اس دن مال میں سے میم کو کڈنیپ کر کے لے گئے تھے

یلماز اپنی آستینیں چھڑھائیں ایک ٹانگ کرسی پہ رکھ کے اور ایک ہاتھ میں اس شخص کا منہ پکڑ کے بولا

کون ہے تو؟

اور بتا تو نے یہ گھٹیا حرکت کس کے کہنے پہ کی ہے

ص ص صاحب میں کچھ نہیں جانتا مجھے جانے دیں پلیز

جانے دوں؟

ارے کتے تو نے اس معصوم کو جانے دیا تھا کیا جب وہ تم لوگ کے سامنے روئی تھی تجھے ترس آیا تھا رحم آیا تھا اس پہ جو میں تجھ پہ رحم کھاؤ

چل بیٹا شاباش آرام سے بتادے کہ تو کون ہے اور تیرا باپ کون ہے؟

یلماز کی آنکھیں غصے کی شدت سے لال ہو رہی تھیں

نہیں بتائے گا؟

ایک زوردار مکا یلماز نے اس شخص کے منہ پہ رسید کیا اس کے ہونٹ سے خون رسنے لگا تھا

بتاتا ہوں صاحب پلیز مت مارو

میرا نام ساجد ہے میں نے یہ سب اپنے مالک کے کہنے پہ کیا ہے

کون ہے تیرا مالک؟

یلماز نے سوال کیا

احد کھوکھر

یلماز نے اس شخص کی جانب دیکھا اور پھر گویا ہوا

تو تم لوگوں نے پورے مال میں سے مناہل انصاری کا ہی انتخاب کیوں کیا اسکو ہی کیوں

کڈنیپ کیا

پتہ نہیں صاحب اسکا تو مجھے بھی نہیں پتا

اچھا

یلماز نے کچھ سوچا پھر بولا

نمبر یاد ہے اپنے مالک کا

ہاں صاحب یاد ہے

اوکے نمبر بول

اس نے کال ملائی مگر نمبر پاور آف ملا

اسکا مطلب ہے اس کو پتہ چل گیا ہے کہ میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں مگر وہ جو کچھ بھی کرلے مجھ سے نہیں بچ سکتا اس نے میری محبت کی زندگی برباد کی ہے اور میں اسے برباد کردوں گا

یلماز نے کہا تھا

علی

یس سر

اس پہ نظر رکھو اور اگر کوئی بھی اس کی طرف سے اسکو ملنے آئے مجھے انفارم کرنا اور ہاں

اب تم اپنا کام جانتے ہو آگے تمہیں کیا کرنا ہے

جی سر آپ ٹنشین نہ لیں

علی نے ایک مسکراہٹ یلماز کی جانب اچھالی تھی۔

مناہل یلماز کے لیے اسکا فیورٹ چکن پاستہ بنا کے اوپر آئی یہ بھی اسکو ملازمہ سے پتا چلا تھا کہ یلماز چکن پاستہ شوق سے کھاتا ہے اس لیے اس نے بنا دیا شاور کے کر نکلی تو اسکے فون پہ میسج رنگ ہوئی

"ہائے میری جان کیسی ہو بہت ٹائم ہو گیا تمہارا دیدار کیے"

ایک انجان نمبر سے میسج تھا

مناہل یہ سب دیکھ کے پریشان ہونے لگی تھی آخر یہ ہو کون سکتا تھا

مناہل نے جلدی سے ریپلائی دیا

آپ کون؟

ساتھ ہی میسج آیا

"تمہارا برسوں پرانا عاشق"

پڑھ کر مناہل اپنی جگہ کانپ کہ رہ گئی

یہ بات سچ تھی کہ مناہل کے کئی دوست تھے جن میں سے لڑکے بھی تھے مگر وہ کبھی بھی ایسی گھٹیا حرکت نہیں کر سکتے تھے اور اب تو وہ سب بھی جانتے تھے کہ مناہل کی شادی ہو چکی ہے تو پھر ایسا کون کر سکتا تھا اسکے ساتھ

مناہل سوچ میں پڑ گئی تھی

رات کو یلماز گھر آیا تو اوپر اپنے روم میں گیا

اسلام و علیکم

یلماز نے کہا

وعلیکم اسلام

مناہل نے جواب دیا

آجائیں میں کھانا لگواتی ہوں آپکے لیے

مناہل نے یلماز کو کہا

اوکے یلماز نے مسکرا کے مناہل کی جانب دیکھا

واہ یہ پاستہ تم نے بنایا ہے سدرہ

یلماز نے ملازمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

نہیں صاحب جی یہ تو بی بی جی نے خود بنایا ہے آپکے لیے

یلماز نے حیرانگی سے مناہل کی جانب دیکھا وہ سر جھکائے پلیٹ میں چمچ ہلا رہی تھی

مناہل یہ بہت مزے کا ہے یار تھنیک یو سو مچ

یلماز نے مناہل کو دیکھتے ہوئے کہا

مناہل دل کھول کے مسکرا دی تھی

مناہل نائیٹ سوٹ پہن کر آئی تھی کہ یلماز کو سوچوں میں گم دیکھا تو ہمت کر کے پوچھ ہی لیا

کیا سوچ رہے ہیں آپ

یلماز نے اپنے برابر میں کھڑی مناہل کو دیکھا

سفید رنگ کالی بڑی بڑی آنکھیں گلابی ہونٹ اور اس پہ اس کی لمبی دراز پلکیں وہ بے خود سا مناہل کو دیکھے گیا

مناہل نے اسکی جانب دیکھا جو اسکی جانب دیکھ رہا تھا

کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہیں

مناہل نے یلماز سے پوچھا

یہی کہ جس نے تمھیں اس قدر خوبصورت بنایا وہ خود کتنا خوبصورت ہو گا

مناہل کا دل ڈھرک اٹھا تھا

اب یلماز کے قدم آگے کی جانب اور مناہل کے پیچھے کی جانب اٹھنے لگے تھے

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں یلماز

مناہل سے مشکل سے بولا جا رہا تھا

مناہل دیوار سے جا لگی تھی اور یلماز نے دونوں ہاتھ دیوار پہ رکھے تھے

یلماز کی نظر مناہل کے ہونٹوں سے اسکے تھوڑی کے تل پہ گئی تھی اس نے تل پہ اپنے لب رکھے تھے

مناہل اپنی جگہ کانپ گئی تھی

اور یلماز کو ایک سکینڈ لگا تھا اسکے ہونٹوں تک پہنچنے میں یلماز تو مدہوش تھا مگر اسکی یہ حرکت مناہل کی جان نکال گئی تھی اس سے یلماز کی قربت برداشت نہیں ہو رہی تھی جبھی اسکے سینے پہ زور ڈال کر اسکے پیچھے کیا تھا

مناہل اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کرنے لگی تھی اور یلماز اسکی طرف دیکھتا ہوا مسکرایا اور آنکھ مار کے باہر نکل گیا

اور مناہل کا چہرہ مزید کانوں کی لو تک سرخ ہو گیا تھا۔

زندگی معمول کے مطابق چل رہی تھی

رباب کا ایک دن ایسا نہیں گزرا تھا جب اس نے ضراب کے بارے میں نہ سوچا ہو اور ضراب کا ایک دن ایسا نہیں گزرا جب اس نے رباب کو یاد نہ کیا ہو

رباب نے دوبارہ ہاسپٹل جانا شروع کر دیا تھا

وہ زیادہ سے زیادہ خود کو مصروف رکھنا چاہتی تھی وہ ابھی ایک پیشنٹ کو چیک کر کے اپنے روم میں آئی تھی کہ اسکے روم پہ کسی نے ناک کیا

یس کم ان

دامیان تم واٹ آ سرپرائز

رباب نے مسکراتے ہوئے کہا

دامیان ملک رباب کا کلاس فیلو تھا دونوں نے ساتھ ہی اسٹڈی کیا تھا وہ کے لیے چائنا چلا گیا تھا وہ خود بھی ایک ڈاکٹر تھا وہ اور رباب اچھے دوست تھے فلحال وہ پاکستان چھٹیاں گزارنے کے لیے آیا تھا

اسلام و علیکم

و علیکم اسلام

رباب نے جواب دیا تھا

کیسی ہو

میں الحمدللہ بالکل ٹھیک تم سناؤ کیسے ہو اور اتنے ٹائم کے بعد

میں بھی ٹھیک ہوں یہاں سے گزر رہا تھا تو تمہارا خیال آیا سوچا تم سے مل لوں

بہت اچھا کیا

رباب نے مسکراتے ہوئے کہا

کیا لو گے؟

چائے کافی یا کولڈ ڈرنک

ہمم میڈم اتنے ٹائم کے بعد میں ملنے آیا ہوں اور آپ صرف ایسے ہی چائے کا پوچھیں گی؟

اوکے ڈئیر فرینڈ چلو آج کا لنچ باہر کرتے ہیں دونوں

رباب نے کہا اور دامیان مسکراتے ہوئے رباب کے ساتھ باہر چل دیا

پندرہ منٹ کے بعد دونوں ہوٹل میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے جبھی دامیان نے کہا

خوبصورت اور بھی زیادہ ہو گئی ہو میڈم کیا کھاتی ہو

رباب دامیان کی بات پہ کھل کے ہنس دی اور وہ اسکی ہنسی میں کھو گیا

ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے

خیر تم بتاؤ

تمہارا کام کیسا جا رہا ہے

الحمدللہ سب اچھا ہے

وہ دونوں کافی دیر تک وہی بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر واپس جانے کے لیے اٹھ گئے

اتفاق سے جب وہ لوگ نکل رہے تھے تب ضراب کی کار انٹر ہو رہی تھی اور رباب کو جب اس نے ایک لڑکے کے ساتھ دیکھا اور پھر اسکے ساتھ مسکرا کر باتیں کرتے دیکھا تو مانو اسکے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی تھی

مگر فلحال وہ ضبط کیے رہا اپنے فون میں اس نے دامیان کی ایک پک کلک کی تھی اور ایک نمبر کو سینڈ کرنے کے بعد ایک کال ملائی تھی

ہاں یہ ایک فوٹو بھیجی ہے اس بندے کا پتہ کرو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور رباب سے اسکا کیا تعلق ہے

کہہ کر کال ڈسکنیٹ کی تھی

کچھ دیر میں وہ گھر میں تھا سگریٹ پھونک پھونک کر کمرے میں ہر طرف دھواں کرر کھا تھا جبھی اسکا موبائل رنگ ہوا

ہاں بولو

جی سر آپکے کہنے کے مطابق اسکا پتہ چلا لیا ہے اسکا نام دامیان ملک ہے چائنا سے آیا ہے ڈاکٹر ہے اور میم کا فرینڈ ہے بہت اچھا

ٹھیک ہے بول کر کال کاٹ دی تھی

رباب تم صرف میری ہو یہ یاد رکھنا اور جو چیز ضراب مرزا کی ہو جائے اس پہ کوئی دوسرا نگاہ ڈالے اس سے پہلے ہی ضراب مرزا وہ آنکھیں نکال دیتا ہے

ضراب خود سے ہی مخاطب تھا اسکی جنونیت اسکی دیوانگی حد سے سوا تھی جب اس نے عمر کا لحاظ نہیں کیا تھا اور اس ٹائم تو رباب سے عشق بھی نہ تھا اور اب تو بات اسکی محبت

اسکے عشق پہ آگئی ہے تو وہ اب کیا کرے گا سوچنے والی بات تھی

رباب اپنے کمرے میں کھڑکی کے سامنے نظر آتے چاند کو دیکھنے میں مصروف تھی جبھی اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر اسکو کسی نے اپنی جانب کھینچا اور جب اچانک ہی وہ پلٹ کر سیدھی ہی ہوئی کہ ضراب نے اپنے پیاسے ہونٹ اسکی گردن پہ رکھے تھے

روحی

ضراب نے جذبات سے بھرپور لہجے میں کہا تھا جبھی رباب نے اسکو دھکا دیا تھا

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ

خبردار جو آئندہ ایسی گھٹیا حرکت کرنے کی کوشش بھی کی تو

رباب نے انگلی اٹھا کر وران کرتے ہوئے لہجے میں کہا

اور بس یہی ایک لمحہ تھا جب ضراب کو غصہ آیا تھا رباب کو دیوار کے ساتھ لگا کر اسکے ارگرد ہاتھ رکھ کر بولا

روحی بے بی شوہر ہوں تمہارا کوئی گناہ نہیں کر رہا تھا اور ہاں کب تک سزا دیتی رہو گی مجھے ایک سال ہو گیا ہے میں نے کتنی بار معافی مانگی ہے تم سے میں غلط تھا لیکن اب

تمہاری خاطر خود کو بدلا ہے

رباب کو ضراب کی آنکھوں میں سچائی کے ساتھ اپنے لیے محبت اور دیوانگی بھی دیکھائی دی مگر اس نے یکسر نظرانداز کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا

مجھے اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا میں آپکی کوئی پراپرٹی نہیں ہوں جو جب چاہیں گے جیسا سلوک کریں گے آپ سب حق کھو چکے ہیں مجھ پہ۔۔۔

رباب نے کاٹ دار لہجے میں کہا تھا

اچھا نہیں کر رہی ہو رباب تم اور ویسے آج تمہارے ساتھ کون تھا جس سے آپ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں

ضراب نے کہا

وہ کوئی بھی ہو میں جس سے مرضی ملو ہنس ہنس کر باتیں کرو

that's None Of your Busniess

رباب نے کہا تھا

او۔۔آئی سی

روحی بے بی وہ جو کوئی بھی تھا اس سمجھا دینا کہ اپنی حد اور اوقات میں رہے ایسا نہ ہو میرے ہاتھوں ضائع نہ ہو جائے

ضراب نے درشت بھرے لہجے میں کہا تھا

اور وہاں سے نکل گیا

رباب نے تنفر سے سر جھٹکا تھا

واپسی پہ ضراب کی آنکھوں میں ایک افسوس تھا

رباب پلیز مجھے واپس سے پھر وہی ضراب مرزا بننے پر مجبور نہیں کرو کیونکہ میں کسی کو بھی تمہارے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تمہارے قریب تم پہ صرف اور صرف میرا حق ہے

" you are just Mine Just Mine why you don't understand "

ضراب اپنے آپ سے مخاطب تھا

مناہل نے اس سب کے بارے میں یلماز کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا کہ کوئی اسے میسیج پہ پریشان کرتا ہے مناہل نے نوٹ کیا تھا کہ یلماز کافی پریشان رہنے لگا ہے مگر کبھی اسکی

پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ آخر وجہ کیا ہے

مناہل ابھی یلماز کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ یلماز روم میں آیا وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا شکل سے

اسلام و علیکم

و علیکم اسلام یلماز نے جواب دیا

مناہل نے ڈرتے ڈرتے آج پوچھ ہی لیا یلماز سے کہ وہ آجکل اپ سیٹ کیوں رہتا ہے؟

مناہل کے پوچھنے کی دیر تھی کہ یلماز نے ایک جھٹکے سے مناہل کو گلے لگا لیا مناہل پہلے تو حیران ہوئی مگر پھر اسے بھی ایک سکون سا اپنی رگوں میں اترتا ہوا محسوس ہوا

یلماز مناہل کے پاس گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا اور مناہل کے دونوں ہاتھوں کو پیار سے تھامتے ہوئے گویا ہوا

مناہل میں نے تم سے کہا تھا نہ کہ جب تک تمہارے مجرموں کو سزا نہ دے دوں چین سے نہیں بیٹھوں گا

مناہل نے ہاں میں سر ہلایا

مجھے ایک بندے سے پتہ چلا ہے کہ وہ کون کمینہ ہے جس نے اپنی موت کو دعوت دی ہے

مناہل نے ایک نظر یلماز کی جانب دیکھا اور پھر سر جھکا گئی

مناہل تم کسی احد کھوکھر کو جانتی ہو؟

یلماز نے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

نہیں ان فیکٹ میں نے یہ نام پہلی بار سنا ہے

مناہل کے چہرے پہ پریشانی کے تاثرات ابھرنے لگے

یلماز نے جب مناہل کو اپ سیٹ دیکھا تو جھک کر اسکی پیشانی پہ اپنے لب رکھے اور بولا

مناہل ایک بات یاد رکھنا جب تک یلماز خان زندہ ہے تمھیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہاں اگر مر گیا یلماز کے یہ بولنے کی دیر تھی کہ مناہل اسکے اس انداز پہ تڑپ اٹھی اور بولی

اللہ نہ کرے کبھی ایسا ہو میری عمر لگ جائے آپکو

مناہل کے منہ سے یہ الفاظ سن کر یلماز کافی حد تک پر سکون ہوا اور اسکو تسلی دیتا ہوا خود

شاور لینے چلا گیا

مناہل خود اپنے دل کی کیفیت پہ حیران تھی کیا واقعی ہی نکاح کے دو بول اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ دو دلوں کو آپس میں جوڑ دیں مناہل سوچتی سوچتی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

عالیہ ٹیرس پہ کھڑی تھی اور موسم انجوائے کر رہی تھی کہ اسکے فون پہ رنگ ہوئی دیکھا تو عمر کالنگ لکھا آرہا تھا اس نے فون اٹھالیا

اسلام و علیکم

عمر نے کہا

و علیکم اسلام

عالیہ نے جواب دیا

کیسی ہو

عمر نے مسکرا کر پوچھا

بہت اچھی

عالیہ بھی شرارت سے بولی

وہ تو مجھے پتہ ہی ہے

عمر نے بھی فوراً کہا

اچھا جی

عالیہ نے کہا

عالیہ اچانک افسردہ سی ہو گئی تو عمر نے پوچھا

عالیہ تم اپ سیٹ ہو کیوں مجھ سے شیر کرو

عمر نے کہا

عمر میں رباب بھابھی اور ضراب بھائی کو لے کے اپ سیٹ ہوں رباب بھابھی اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہیں مگر ضراب بھائی واقعی اب پہلے جیسے نہیں رہے وہ رباب بھابھی کا نام سنتے ہی مسکرانے لگتے ہیں میں جانتی ہوں وہ رباب بھابھی سے سچا عشق کرتے ہیں بٹ رباب بھابھی کو فلحال اپنی ناراضگی کے آگے کچھ دیکھائی ہی نہیں دے رہا

عالیہ بولی تھی

ہمم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اللہ انکے حق میں بہتر کرے

آمین

ثم آمین عالیہ نے کہا

عالیہ بے بی

ہمم

موسم دیکھو کتنا رومینٹک ہو رہا ہے تو کیا خیال ہے؟

کیا مطلب

عالیہ نے نا سمجھی سے کہا

مطلب میں آجاؤں

ویسے عمر میں نے ایک چیز نوٹ کی ہے آپ میں بالکل صبر نہیں ہے

ارے یار حد کرتی ہو تم بھی اب ہونے والی بیوی اس قدر خوبصورت ہو تو بندہ بیچارے کا کیا قصور اوپر سے میرے معصوم سے دل کا کیا قصور

عالیہ عمر کی اور ایکٹنگ پہ ہنس دی اور عمر تو یہی چاہتا تھا وہ ہمشیہ ہنستی رہے اور وہ اسکی ہنسی میں کھو یا رہے

I love you very Much Be Mine Always۔

میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں ہمشیہ میری رہنا

عمر نے کہا

i love you too And yup i always Yours

میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور میں ہمشیہ آپکی ہوں

عالیہ نے بھی مسکرا کر کہا

یہ اقرار سن کر عمر کو اپنی رگوں میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا

عالیہ

عمر نے عالیہ کو مخاطب کیا تھا

جی

اچھا اب ایک گڈ بائے کس تو دو

سن کر عالیہ کی ہتھلیاں پسینے سے بھیگ گئیں

کیا ہوا

عمر عالیہ کے گھبرانے پہ لطف اندوز ہوا

کچھ نہیں ایسے ہی

اچھا تو چلو پھر جو مانگا ہے وہ دو جلدی سے

نہیں نا عمر مجھ سے نہیں ہو گا

عالیہ بولی

ارے بھئی تمہارا ابھی سے یہ حال ہے عالیہ بے بی تو شادی کے بعد میری نزدیکیاں کیسے برداشت کر پاؤ گی

عمر نے مسکراتے ہوئے کہا

جس کی وجہ سے عالیہ نے اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے ساتھ فون رکھ دیا اور فون

رکھتے ہی اسکے ہونٹوں پہ ایک شرمگیں مسکراہٹ بکھر گئی تھی

اور عمر اسکے اسطرح فون رکھنے کا مطلب سمجھ چکا تھا اس لیے قہقہہ لگا کے ہنس دیا تھا

عمر اور عالیہ کی انگیجمنٹ کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی اور پرسوں انکی منگنی تھی اور منگنی کے ٹھیک دو منتھس کے بعد شادی عمر اور عالیہ تو بہت ہی خوش تھے رباب بھی انکو دیکھ کے خوش تھی کیوں وہ دونوں ہی رباب کو بہت عزیز تھے

رباب جانا تو نہیں چاہتی تھی مگر عالیہ کے اصرار کرنے پہ وہ عالیہ کے ساتھ منگنی کی شوپنگ پہ گئی تھی رباب کو تو کچھ نہیں لینا تھا کیوں اسکے پاس آل ریڈی سب کچھ دستیاب تھا وہ جسٹ عالیہ کے لیے آئی تھی اور ضراب کو وہاں نا پا کر اس نے شکر کیا تھا شوپنگ کرتے ہی اسکو دامیان مل گیا تو عالیہ سے بھی اسکا انٹرو کرا دیا اور بتایا کہ یہ میری نند ہے دامیان کچھ پل کے افسردہ ہوا تھا مگر یہ سب کر کے اپنی فیلنگز وہ رباب پہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا

دامیان شروع سے ہی رباب کو لائیک کرتا تھا مگر رباب نے ہمشیہ اسے اپنا اچھا دوست مانا تھا

عالیہ نے دامیان کو بھی انگیجمنٹ پہ انوائیٹ کیا تھا اور اس نے خوشی خوشی قبول کر لیا تھا

۔

آج عمر اور عالیہ کی منگنی تھی

شام کو منگنی کی تقریب تھی

رباب کا دل بالکل نہیں چاہ رہا تھا تیار ہونے اور جانے کو مگر پھر بھی مجبوری میں اسے یہ سب کرنا پڑا تھا کسی اور کے لیے نہ سہی اپنے بھائی کے لیے رباب نے بے بی پنک کلر کی لونگ فراک پہنی تھی جس پہ سفید موتیوں سے کام ہوا تھا ساتھ میں ہلکا سا میک اپ میں جسٹ مسکارا کاجل اور آئی لائنر لگا لیا ساتھ میں پنک کلر کی اپ اسٹک اور ہلکا سا ڈائمنڈ کا سیٹ پہنا تھا بالوں کو اسٹائل دے کر کھلا ہی چھوڑا تھا وہ بھرپور بجلیاں گرا رہی تھی

مناہل بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس نے لائٹ گرین کلر کا فراک پہنا تھا یلماز کو تو وہ ہمشیہ سے اچھی لگتی تھی مگر ہمشیہ کی طرح آج بھی وہ پلکیں جھپکانا نہیں بھولا تھا

عالیہ اور عمر نے ایک جیسا کلر پہنا تھا آف وائٹ کلر عالیہ بہت معصوم لگ رہی تھی اور

خوبصورت تو تھی ہی عمر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا

ضراب کی تو بات ہی الگ تھی وہ بلیک کلر کے سوٹ میں قیامت ڈھا رہا تھا لیکن رباب کو دیکھ کے بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا تھا

ماشااللہ

یہ ہی حال دامیان کا بھی تھا ضراب نے دیکھا تھا دامیان دیوانہ وار رباب کی جانب دیکھ رہا تھا اور ضراب کا دل یہ ہی چاہا تھا کہ اسکی آنکھیں نکال دے وہ مگر ابھی وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا

رباب خود پہ ضراب کی لودتی اور پر تپش نگاہیں محسوس کر سکتی تھی اے سی ہونے کے باوجود بھی اس کی ہتھلیاں پسینے سے مکمل بھیگ گئیں تھیں

وہ عالیہ سے سٹیج پہ کچھ بات کر رہی تھی دامیان بھی اسکے ساتھ ہی موجود تھا کہ اچانک ہی دامیان کی نظر رباب کے ہاتھ پہ پڑی جہاں سے کافی خون نکل رہا تھا وہ فورا رباب کے پاس آیا اور اسکو سٹیج سے نیچے اتارتے ہوئے اس نے رباب کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

روبی یار یہ ہاتھ کو کیا کیا ہے کتنا خون نکل رہا ہے

دامیان نے فکر مندی سے کہا

رباب نے ایک سرسری سی نگاہ اپنے ہاتھ پہ ڈالی اور بولی

پتہ نہیں کیا لگا میں نے دھیان نہیں دیا

چلو میرے ساتھ دامیان اسکو روم میں لے گیا تاکہ اسکا فرسٹ ایڈ کر سکے

پیچھے ضراب خاموشی سے دامیان کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا چپ چاپ انکے پیچھے گیا تھا

دامیان نے رباب کے ہاتھ پہ پٹی کی تھی اور کچھ بولنے لگا تھا کہ اچانک ضراب روم میں مسکراتا ہوا داخل ہوا تھا اور بولا

تھینک یو مسٹر دامیان آپ نے میری بیوی کا خیال رکھا اب باقی میں خود کر سکتا ہوں

دامیان نے ایک نظر رباب کی جانب دیکھا اور پھر باہر نکل گیا تھا

ضراب لاک کرتے ہوئے آیا

کیوں آئے ہو یہاں مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی

کہہ کر وہ جانے لگی ہی تھی کہ ضراب نے اسکو پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگا دیا اور بولا

"کتنی بار بولا ہے تمھیں کہ اسکے ساتھ مجھ مت نظر آیا کرو"

ضراب نے سرخ نظروں سے رباب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

وہ جسٹ فرینڈ ہے میرا اوکے

رباب بھی اسکے انداز میں بولی تھی

ضراب کو رباب کا یہ انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اس لیے اس نے رباب کے گھائل ہاتھ کو پکڑ کر سختی سے دبایا تھا

آئندہ اسکے ساتھ نظر آئی نہ تو

تو کیا

رباب بولی

تو تمہارا اسو کالڈ فرینڈ اپنی جان سے جائے گا

کہہ کر وہ نکل گیا تھا

پیچھے ایک آنسو رباب کی آنکھ سے نکلا تھا۔

منگنی کی تقریب بخیر و عافیت انجام پائی تھی

عالیہ لوگ گھر جا چکے تھے راحت بیگم عالیہ اور شہباز صاحب نے بہت اصرار کیا رباب کو کہ وہ انکے ساتھ چلے مگر اسنے منع کر دیا تھا۔

رات کو رباب نائیٹ ڈریس پہن کر واشروم سے باہر نکلی تو اسکے فون پہ پچاس مسڈ کالز اور بے شمار ٹیکسٹ تھے ضراب کے اس نے بے دلی سے موبائل بیڈ پہ اچھال دیا تھا جبھی کال آنے لگی تھی ضراب کی پھر سے

اس دفعہ اس نے کال پک کر لی تھی اور بولی

کیا مسلہ ہے کیوں پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہو میرا۔۔۔

اس دفعہ اس نے کال پک کر لی تھی اور بولی

کیا مسلہ ہے کیوں پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہو کہا تھا اور ضراب کو رباب کی یہ ہی ادا تو اچھی لگتی تھی

پیچھا تو ساری زندگی نہیں چھوڑوں گا تمہارا رباب بے بی کسی خوش فہمی میں مت رہنا

ضراب نے شرارت سے جواب دیا تھا

رباب زچ ہوئی تھی ضراب کے انداز پہ

فون کرنے کی وجہ؟

رباب نے پوچھا

آئی مسڈ یو ڈیٹس وائے آئی کالڈ یو مائے بے بی

ضراب نے کہا

او پلیز اپنی یہ بکواس کہی اور جا کے کرو

رباب نے کہا

ضراب مسکرایا اور پھر بولا

سوچ لو اگر تمہاری کوئی سوتن آگئی تو کہاں برداشت ہو گا تم سے

ضراب نے بھرپور تنگ کیا تھا رباب کو

جس پہ وہ تنگ ہوئی بھی تھی اور فون کاٹ دیا تھا

ضراب اب بھی مسکرائے بنا نہیں رہ سکا تھا مگر یہ وہی جانتا تھا کیسے وہ خود پہ کنٹرول کیے ہوئے ہے سوتے وقت اس نے رباب کی پک اوپن کی تھی اور اس کو چوم کر سو گیا تھا۔

مناہل کو احد کسی نہ کسی بہانے سے تنگ کرتا تھا مناہل یلماز کو نہیں بتا رہی تھی کیوں کے وہ اس مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی وہ صرف میسیج ہی کرتا تھا اور مناہل نے کتنی بار اسے بلاک بھی کیا تھا مگر وہ نمبر چینج کر کے میسیج کرتا رہتا تھا

اب مناہل کشمش میں تھی کہ یلماز کو بتائے کہ نہ بتائے

یلماز نے سوچا کہ مناہل اور اسکی شادی کو سات ماہ ہو گئے ہیں اور وہ ہنی مون پہ ابھی تک نہیں گئے تھے ہنی مون کا پلان بھی تھا اسکا لیکن وہ فلحال کے لیے سکپ کرنا پڑا تھا کیوں وہ فلحال احد کو یوں آزاد نہیں چھوڑ سکتا تھا مناہل کی جان کو ابھی تک خطرہ تھا اس لیے اس نے مناہل کے لیے ایک سرپرائز پلان کیا تھا

مناہل جب اپنے روم میں آئی تو بیڈ پہ ایک گفٹ پڑا تھا اسکو حیرت ہوئی کہ یہ یہاں کس نے رکھا ہے لہزا وہ گفٹ کو کھولنے لگی کھولا تو وہ ایک بلیک کلر کا لمبا گاؤن تھا جو بے حد

خوبصورت تھا ساتھ میں ایک نوٹ تھا جس میں لکھا تھا

"تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے جانم پلیز یہ پہن لینا میری خاطر

تمہارا یلماز"

تمہارے پر مناہل کا دل ڈھر کا تھا

لیکن وہ خوش بھی تھی اور یلماز کی بات بھی نہیں ٹال سکتی تھی اس لیے اس نے گاؤن اٹھایا اور چینج کرنے چل دی پانچ منٹ میں وہ باہر آئی تھی مرر کے سامنے بیٹھی اور بالوں کو اس نے کھلا چھوڑ دیا تھا میک اپ میں آئی لائنر مسکارا کاجل اور ہونٹوں پہ سرخ لپ اسٹک لگالی کانوں میں ڈائمنڈ کے ایر رنگز پہن لیے وہ بہت حسین لگ رہی تھی ایک نظر اس نے مرر میں خود کو دیکھا اور پھر پلٹی ہی تھی کہ سامنے ہی تھری پیس میں یلماز کھڑا تھا جو دیوانہ وار مناہل کی جانب دیکھے جا رہا تھا مناہل سے اسکی نگاہوں کی تپش برداشت نہیں ہوئی اس لیے وہ نظریں جھکا گئی اور یلماز اسکے اس انداز پہ مسکرا دیا اور بڑھ کر اسکے سامنے اپنا ہاتھ کیا جس کو مناہل نے پکڑ لیا

فرنٹ سیٹ پہ اسکو بیٹھا کہ وہ بھی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا تھا

کچھ دیر بعد کار ایک ہوٹل کے سامنے رکی جس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا

مناہل نے اترنے کی کوشش کی لیکن یلماز نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا

یلماز کیا کر رہے ہیں نیچے اتاریں مناہل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا

مناہل کی یہ بولنے کی دیر کہ یلماز نے اسکے لبوں پہ اپنی انگلی رکھ کے اسے چپ کرادیا تھا

وہ دونوں ہوٹل میں داخل ہوئے تھے

یلماز نے پورا ہوٹل مناہل کے لیے بک کرایا تھا وہ اسکے سرپرائز دے کے خوش کرنا چاہتا تھا

اندر چل کے یلماز نے مناہل کو اتارا تھا

پورے ہال میں بلیک اور وائٹ کلر کے بلون بکھرے تھے اور ٹیبل پہ ایک چاکلیٹ فوریسٹ کیک بھی تھا جو کے مناہل کا فیورٹ تھا مگر یہ سب یلماز کو کیسے پتا مناہل سوچ رہی تھی کہ یلماز بولا

جانم میں جانتا ہوں جس حادثے سے تم گزری ہو وہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس لیے میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ تم اپنے ماضی کے بارے میں بھول جاؤ اور میں

کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکا ہوں

مناہل سب باتیں حیرانگی سے سن رہی تھی اور ایک عجیب سی خوشی بھی ہو رہی تھی

اور تم یہ سوچ رہی ہو گی کہ تمہاری برتھڈے کے بارے میں کیسے پتہ تو جانم جن سے عشق کیا جاتا ہے انکی ہر چھوٹی بڑی خوشی کے بارے میں پتہ ہوتا ہے

یلماز کی باتیں سن کے مناہل شوکڈ رہ گئی تھی

جبھی یلماز کے اسکے سامنے ہاتھ لہرایا

کیا ہوا؟

ہاں کچھ نہیں

مناہل نے مسکراتے ہوئے کہا

"اوکے سوماۓ بیوٹی فل جانم لیٹس کٹ دا کیک"

دونوں نے ساتھ میں کیک کٹ کیا تھا

ہیپی برتھڈے ٹو یو ہیپی برتھڈے ٹو یو ہیپی برتھڈے ٹو یو ماۓ ڈیئر جانم ہیپی

برتھڈے ٹو یو

یلماز نے بولا تھا اور ساتھ میں ایک دوسرے کو انہوں نے کیک کھلایا تھا

مناہل کھل کر ہنسی تھی ابھی وہ ہنس ہی رہی تھی کہ اچانک سب لائٹس آف ہو گئی اور یلماز بھی کہیں نظر نہیں آیا

مناہل فکر مند سی ادھر ادھر دیکھنے لگی اور ساتھ میں یلماز کو آوازیں دینے لگی

یلماز

کہاں ہیں آپ

پلیز مذاق مت کریں

مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے پلیز

مناہل بول ہی رہی تھی کہ اچانک سے کسی نے پیچھے سے اسکی کمر میں ڈالا تھا

مناہل کی چیخ نکلی تھی

کول ڈاون جانم میں ہی ہوں

یلماز نے اسکے کان میں بول کر اسکی کان کی لو کو چوما تھا

اسکے لمس پہ مناہل تڑپ اٹھی تھی

یلماز نے اسکو اپنے سامنے کرتے ہوا بولا

کین یو ڈانس ود می؟

یلماز نے ایک ہاتھ مناہل کی طرف بڑھایا تھا

مناہل نے ایک نظر یلماز کی جانب دیکھا تھا اور پھر اسکا ہاتھ تھام لیا تھا

اور یلماز نے ایک ہاتھ مناہل کی کمر میں ڈال کر میوزک پلیر آن کیا تھا

"یہ جو مجھ پہ ہوا ہے تیرا ہی کرم

بن گیا تو میری چاہتوں کا حرم

ڈھرکنیں میری بس میں رہی نہ صنم

مناہل کے دل کی ڈھرکن اتنی تیز تھی جیسے ابھی دل نکل کر باہر آ جائے گا

زندگی کو بہت ہے ضرورت تیری

پڑ گئی ہے اسے اب تو عادت تیری

میرے احساس پہ کر ذرا بارشیں

مجھ کو رہتی ہے ہر پل شدت تیری

میرا تیرے لیے ہی ہوا ہے جنم

اب تیری طرف ہی اٹھیں گے قدم

ڈھر کنیں میری بس میں رہی نہ صنم

گانے کا ایک ایک بول یلماز کے دل کے جزبات کی عکاسی کر رہا تھا

گانا ختم ہوا تو وہ دونوں ہوش کی دنیا میں واپس آئے

جانم دو منٹ کے لیے اپنی آنکھیں بند کرو

یلماز نے مناہل سے کہا تھا

اور مناہل نے اوکے کہہ کر آنکھیں بند کر لی تھیں

اب کھولو

مناہل نے دیکھا تو شاکڈ ہی رہ گئی

یلماز گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا

جانم میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ایکچولی یہ بات میں تمھیں بہت پہلے ہی بتا دینا چاہتا تھا مگر تم اپنی اسٹڈی کے لیے آوٹ آف کنٹری چلی گئی اور اسکے بعد یہ حادثہ ہو گیا تمہارے ساتھ لیکن آج میں پوری دنیا کو چیخ چیخ کر بولنا چاہتا ہوں کہ میں یلماز خان مناہل یلماز خان سے عشق کرتا ہے آج سے نہیں بہت پہلے سے مگر پہلے کبھی موقع نہیں ملا بتانے کا بٹ آئی رئیلی لو یو آئی

میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا

یلماز اپنی دونوں باھیں کھولے کھڑا تھا

یہ سب سن کر مناہل کو اپنے اندر ایک سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا

اور بس ایک یہ ہی لمحہ تھا وہ بھاگ کر یلماز کی بانہوں میں سمائی تھی

یلماز بھی پورے دل سے مسکرایا تھا

مناہل یلماز سے الگ ہوئی تھی کہ یلماز نے اسکی ماتھے پہ اپنا پیار بھرا لمس چھوڑا مناہل

مسکرائی تھی

جانم تمہارے لیے ایک اور گفٹ بھی ہے

یلماز نے ایک مخملی ڈبیا سے ایک خوبصورت سی چین نکالی جس پہ دل بنا ہوا تھا اور ایک ڈائمنڈ جڑا ہوا تھا ساتھ میں بڑے لفظوں سے

اور " M " Y " لکھا ہوا تھا

اٹس بیوٹی فل

مناہل نے بے ساختہ کہا تھا

تم سے کم

یلماز نے کہا تھا

مناہل مسکرائی تھی

پہنا دوں؟

یلماز نے کہا

مناہل نے اپنے بال گردن پر سے پیچھے ہٹائے تھے

اور یلماز نے چین پہنادی تھی اور بولا

جانم اس چین کو خود سے دور مت کرنا اس پہ میرا اور تمہارا دونوں کے نام کے لیٹرز لکھے ہوئے ہیں اور اس میں ایک ایسی ڈیوائس ہے تم جہاں کہی بھی کسی جگہ بھی مشکل میں ہو گی تو مجھے پتہ چل جائے گا اور میں آجاؤں گا اوکے

یلماز نے مناہل کو پیار سے دیکھا تھا

مناہل کو خود کی قسمت پہ رشک آنے لگا تھا کہ اتنا پیار کرنے والا ہمسفر اللہ نے عطا کیا تھا ساتھ ہی دعا میں اس نے اسکی سلامتی اسکا اور اپنا ساتھ مانگا اور اللہ کا شکر ادا کیا تھا

جانم تم تھک گئی ہو چلو چل کے سوتے ہیں

جی یلماز میں تھک گئی ہوں

مناہل نے بولا تھا وہ اوپر جانے کے لیے قدم اٹھانے لگی ہی کہ یلماز نے اسے گود میں اٹھا لیا

میری جانم تھک گئی ہے اسے مزید تکلیف کیسے دے سکتا ہوں

یلماز نے کہا تھا

مناہل نے مسکراتی آنکھوں کے ساتھ یلماز کو دیکھا تھا اور کچھ آنسو بھی آ گئے تھے

آنکھوں میں یہ آنسو خوشی کے تھے یلماز نے اوپر جا کے مناہل کو اتارا اور پھر بولا

باری باری مناہل کے آنسوؤں کو اس نے اپنے ہونٹوں سے چن لیا تھا

مناہل نے ایک نظر اٹھا کر یلماز کو دیکھا تھا اور پھر اسکے سینے سے لگی تھی

یلماز شوخ ہوا تھا

"آہمم"

مناہل اپنی بے وقوفی پہ خود کو کوسنے لگی تھی

کیا خیال ہے پھر جانم آج پوری رات میرے گلے سے ہی لگ کے رہنا ہے

یلماز نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا

مناہل نے ایک نظر یلماز کو دیکھا پھر بولی

اتنی بھی کیا جلدی ہے مائے ڈیئر ہبی

بول کر مناہل بھاگی تھی

اور یلماز اسکے پیچھے بھاگا تھا

اتنی آسانی سے نہیں مسٹر ایس سی پی یلماز خان

مناہل نے ہنستے ہوئے کہا تھا

یلماز نے اسکے ہمشیہ یونہی ہنستے رہنے کی دعا مانگی تھی

ابھی وہ کمرے سے نکلتی ہی کہ یلماز نے اسے جالیا

کیوں جانم اب کہاں بچ کر جاؤ گی

یلماز نے کہا

جب کہ مناہل مسکرائی تھی

مجھے آپ سے بچنا بھی نہیں ہے بندی حاضر ہے

میں اپنا آپ آپکو سرینڈر کرتی ہوں

مناہل نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

یلماز کی خوشی کی انتہا نہیں تھی کیوں کے اسکو اسکی پرانی مناہل آج واپس مل چکی تھی جو کہیں کھو گئی تھی

اس نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا

مناہل کھڑی مسکرا رہی تھی اور وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ یلماز نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچا تھا اور بولا

ابھی تو سرینڈر کر رہی تھی اور ابھی فرار ہو رہی تھی

مناہل مسکرائی تھی

اسکے یوں مسکرانے پہ اور بار بار نظریں جھکانے پہ یلماز کا دل بے ایمان ہوا تھا اور وہ اس نے اسکے لبوں پہ شدت بھرا لمس چھوڑا تھا

مناہل نے آنکھیں بند کی تھیں

کچھ لمحوں کے بعد اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی تھی

مناہل سے شرم سے نظریں نہیں اٹھائی جا رہی تھیں جب کے اسکے گال لال ٹماٹر ہو چکے تھے

مناہل کے یوں شرمانے اسکی پلکوں کی لرزش کو دیکھتے ہوئے یلماز کے دل نے ایک اور پیار بھری شرارت کی تھی اور اور اسے اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے وہ بیڈ کی جانب لے گیا تھا

مناہل نے آج کی پوری رات یلماز کی شدتوں اسکی محبتوں کو محسوس کرتے گزاری تھی

۔

صبح پہلے یلماز کی آنکھ کھلی تھی مناہل کو سوتا دیکھ کے اسکا پھر شرارت کرنے کا دل چاہا تھا کیوں کے وہ سوتے وقت اتنی معصوم لگ رہی تھی کہ یلماز سے رہنا مشکل ہو گیا تھا

"ہمم تو ہماری جانم ابھی گہری نیند میں ہیں تو کیوں نہ اس موقع کا فائدہ اٹھا لیا جائے

بول کر وہ اسکی گردن پہ جھکا تھا

کافی دیر کے بعد جب مناہل کی آنکھ کھلی تھی تو یلماز کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ ایک مرتبہ پھر سے سرخ ہوئی تھی رات والے سین اسکے دماغ میں گردش کرنے لگے تھے وہ خوش تھی

مناہل نے جب خود کو ایک نظر دیکھا تو مزید شرم سے سرخ ہوئی کیوں کے اس نے

یلماز کی شرٹ پہن رکھی تھی اور یلماز نے اسکا بھرپور بے باک نظروں سے جائزہ لیا تھا

جانم اب کیا شرمانا؟

اب تو سب دیکھ لیا

یلماز نے مناہل کو آنکھ ماری تھی

افففف اللہ کتنے بے شرم ہیں آپ

یلماز

بول کر وہ واشروم بھاگی تھی

اور اسکے اس طرح بھاگنے پہ یلماز کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا عالیہ اور ضراب کی شادی میں ایک ماہ باقی تھا تیاریاں عروج پہ تھیں لیکن اس سب میں تو نہ تو رباب کوئی دلچسپی لے رہی تھی نہ ہی ضراب

ضراب کو دامیان کا رباب سے بے تکلف ہونا بالکل اچھا نہیں لگتا تھا اسی لیے ضراب نے رباب کے ہر جگہ آنے جانے پہ نظر رکھی تھی

دامیان کو پتہ تھا کہ ضراب اور رباب کا ریلشنشپ ٹھیک نہیں جا رہا بس اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے رباب کو بولا تھا کہ اسکے لیے ایک سرپرائز ہے وہ آج شام کو میرے ساتھ چلے؟

رباب نے کچھ سوچنے کے بعد ہاں کر دی تھی

شام کو وہ جب پہنچے تو ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا تھا۔

سامنے کا منظر دیکھ کے رباب کافی شوکڈ ہوئی تھی کیوں کے دامیان نے اپنا پورا گھر ڈیکوریٹ کیا تھا اور سامنے ہال میں بڑے لفظوں میں سے سرخ رنگ سے لکھا تھا

"آئی لو یو رباب"

لکھا تھا

رباب نے نا سمجھی سے دامیان کو دیکھا اور آگے بڑھ کر دیوار پہ ہاتھ رکھا تھا تو اسے خون کی سمیل آئی تھی مطلب کے دامیان نے اپنے خون سے آئی لو یو رباب لکھا تھا

رباب ڈر گئی تھی عجیب سائیکو بندہ تھا

دامیان یہ کیا کیا ہے

اس نے دیوار کی جانب اشارہ کیا تھا

رباب میں تم سے پیار کرتا ہوں اور میں نے اپنے خون سے دیوار پہ اپنی محبت کا اظہار کیا ہے میں یہ چیز بہت پہلے بتانا چاہتا تھا مگر نہ موقع ملا نہ حالات نے اجازت دی مگر دیکھو تم اپنی شادی سے خوش نہیں ہو اور وہ تمہارا سو کولڈ شوہر ضراب وہ تمھیں ڈیزرو نہیں کرتا

پلیز رباب مجھ سے شادی کر لو میں وعدہ کرتا ہوں تمھیں بہت خوش رکھوں گا

یلماز نے دیوانہ وار رباب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا

رباب کو دامیان کی دماغی حالت پہ شک ہوا تھا

واٹ؟ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہوئے دامیان تم میرے جسٹ فرینڈ ہو اور میں نے کبھی بھی تمہارے بارے میں ایسا نہیں سوچا

رباب نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا

دامیان کو شدید طیش آیا تھا اور اس نے رباب کو بازوؤں سے پکڑ کر پوچھا تھا

تو کون ہے وہ جس کے بارے میں ایسا سوچا تم نے

ضراب کے بارے میں ایسا سوچا اور اس کے بارے میں ہی ایسا سوچوں گی

رباب نے بے خوف نگاہوں سے یلماز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا

یار رباب وہ ضراب مرزا عیاش قسم کا آدمی ہے وہ تمہارے لائق نہیں ہے

ضراب جو یہ سب سن اور دیکھ رہا تھا اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور آگے بڑھ دامیان کے ناک پہ دو مکے مارے

یو بلڈی

دامیان نے اپنے ناک سے بہتے خون کو دیکھ کے کہا تھا

ابھی دامیان اٹھتا ہی کہ ضراب نے اسے بالوں سے پکڑ کر کھینچا اور گھسیٹا تھا

رباب پریشانی کے ساتھ سارا منظر دیکھ رہی تھی ضراب نے دامیان کو اتنا مارا کہ وہ نڈھال ہو گیا ابھی وہ اور مارتا ہی کہ رباب نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا

ضراب کیا کر رہے ہیں مر جائے گا چھوڑ دیں

اسکی ہمت کیسے ہوئی تمھیں ہاتھ لگانے کی

ضراب نے لہو برساتی آنکھوں سے دامیان کی جانب دیکھا

ضراب کی آنکھوں میں اپنے لیے اتنی شدت دیکھ کے رباب ایک پل کے لیے خود بھی حیران رہ گئی تھی

ضراب نے پھر سے کالر سے دامیان کو پکڑا اور بولا

"بتا سالے تیری ہمت کیسے ہوئی اسکو ہاتھ لگانے کی اور کیا کہہ رہا تھا تو کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو دیکھ رباب میری بیوی ہے اور وہ صرف اور صرف میری ہے تو شاید ابھی ٹھیک سے جانتا نہیں ہے کہ ضراب مرزا کیا چیز ہے کیوں کے جو چیز میری ہے اسکو کوئی اور دیکھ اور ہاتھ لگائے اس سے پہلے ہی ضراب مرزا وہ آنکھیں نکال دیتا ہے اور وہ ہاتھ بھی توڑ دیتا ہے اور تجھ جیسوں کی ہڈیاں میرے گھر کے کتے کھاتے ہیں"

اور ابھی ضراب اور مارنے ہی لگا تھا کہ رباب نے اسے اپنی قسم دے دی جس کی وجہ سے وہ رک گیا تھا مگر یہ کہنا نہیں بھولا تھا

"آج صرف اسکے کہنے پہ چھوڑ رہا ہوں آئندہ ایسی کوئی بھی گھٹیا حرکت کرنے کی کوشش کی تو مجھے رباب کی قسم ہے تجھے خود اپنے ہاتھوں سے ماروں گا"

بول کر اس نے اسکو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور رباب کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

دامیان نے ایک نظر دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا اور بولا

"تجھے کیا لگتا ہے اتنی آسانی سے تجھے چھوڑ دوں گا میں دامیان ملک نام ہے میرا ابھی ضراب مرزا جا کچھ دن کے لیے جی لے کیوں اسکے بعد رباب کو صرف میرا ہی ہونا ہے چاہے پھر مجھے اسکے لیے تجھ اس دنیا سے بھیجنا ہی کیوں نہ پڑے"

دامیان نے کہتے ہوئے ایک قہقہہ لگایا تھا اور رباب کی پک کو زوم کرتے ہوئے اپنے دل سے لگایا تھا۔

ضراب بہت فاسٹ ڈرائیو کر رہا تھا رباب کب سے اسے منع کر رہی تھی کہ گاڑی آہستہ چلائے مگر وہ تھا کہ سن ہی نہیں رہا تھا اس نے گاڑی ایک سنسان جگہ جا کر روکی رباب کچھ پل کے لیے خوفزدہ ہوئی مگر پھر خود کو کمپوز کر گئی

کیوں لائے ہیں یہاں مجھے؟

اب کیا کرنا چاہتے ہیں؟

میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے ہیں؟

رباب نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا

رباب کے بولنے کی دیر تھی کہ ضراب نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالا تھا اور اسکی چلتی ہوئی زبان کو بریک لگائی تھی رباب نے دونوں ہاتھ ضراب کے سینے پہ رکھ کے اسے دور کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ضراب کو رباب کے قریب آکر ہوش ہی کہاں رہتا تھا

کچھ لمحوں کے بعد اس نے اسکے ہونٹوں کو آزاد بخشی تھی

رباب اس سے الگ ہوتے ہوئے لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی

بہت ہی گھٹیا انسان ہیں آپ

رباب نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا تھا

ہاں ہوں لیکن صرف تمہارے معاملے میں بے بی یہ بول کر وہ اسکے اور قریب ہوا تھا اور رباب دو قدم پیچھے ہٹی تھی

ضراب دلکشی سے ہنسا تھا

لیکن ایک منٹ میں اسکا لہجہ سخت ہوا تھا

"رباب بے بی تمھیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اس سے دور رہو اور تم اچھے سے جانتی

ہو کہ ضراب مرزا کو اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں ہے"

بول کر وہ گاڑی میں بیٹھا تھا

اور گاڑی کا دروازہ کھلا چھوڑا تھا مطلب وہ اندر آ کر بیٹھے

رباب پیر پٹختی ہوئی گاڑی میں جا کے بیٹھی تھی اور ضراب نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

گھر پہنچ کر رباب لاتعداد سوچوں میں غرق ہو گئی تھی

دامیان کا اسکو اپنی فیلنگز سے آگاہ کرنا اور ضراب کا دامیان سے جھگڑا یہ سب آخر چل کیا رہا تھا کیا واقعی ہی ضراب چینج ہو گیا تھا کیا واقعی ہی ضراب کا عشق سچا تھا؟

سوچتے ہوئے اسکی آنکھ لگ گئی تھی

دامیان نے رباب کے سامنے اچھے بننے کا ناٹک کیا تھا جس میں وہ کامیاب ہو گیا تھا اس نے رباب سے معافی مانگ لی تھی مگر یہ طوفان کے آنے سے پہلے والی خاموشی تھی۔

عالیہ اور عمر کی شادی میں دو دن باقی تھے

رباب نے عمر اور عالیہ دونوں کی شاپنگ کی تھی جو دونوں کو بہت پسند آئی تھی

آج عمر اور عالیہ کی شادی تھی

عالیہ کوئی اسپر الگ رہی تھی اس نے ریڈ کلر کا لہنگا پہن رکھا تھا جس پہ گولڈن کلر کا کام ہوا تھا

عمر نے بلیک اینڈ ریڈ کلر کی شیروانی پہن تھی دونوں بے حد خوبصورت لگ رہے تھے

رباب نے میرون کلر کی میکسی پہن رکھی جس پہ گولڈن کام ہوا تھا رباب ہمیشہ کی طرح شہزادی لگ رہی تھی ضراب اور یلماز نے سیم کلر کی ڈریسنگ کی تھی اور رباب اور مناہل نے بھی ایک جیسے کپڑے پہنے تھے

ضراب سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا رباب پر سے شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی

رخصتی کے وقت عالیہ اپنے بھائی اور ڈیڈ کے گلے لگ کے بہت روئی تھی سب کچھ بخیر و عافیت انجام پا گیا تھا۔

رباب عالیہ کو کمرے میں لائی تھی کمرہ تو دلہن کی طرح سجا ہی تھا ساتھ ہی دیوار پہ عمر اور عالیہ کی ساری فوٹوز لگی ہوئی تھیں اور بیڈ پہ ریڈ کلر سے گلاب کے پھولوں سے دل بنا

ہوا تھا

بھابھی یہ سب؟

عالیہ نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ رباب سے پوچھا

عالیہ یہ سب عمر نے بولا تھا کرنے کو

وہ تو ٹھیک ہے بھابھی مگر یہ فوٹوز؟

ہاں میری بھابھی یہ بھی عمر کے کہنے پہ کیا ہے

رباب نے ہنستے ہوئے کہا تھا تو عالیہ مسکرا دی تھی

رباب نے عالیہ کو بیڈ پہ بیٹھنے میں مدد کی تھی اور ساتھ ہی خود اسکے پاس بیٹھی تھی اور بولی تھی

"عالیہ تم میری بھابھی کم اور بہن زیادہ ہو کسی بھی قسم کی کوئی بھی تکلیف ہو مجھے بلا جھجک بتانا اور میں ہمشیہ ساتھ ہوں تمہارے رباب نے عالیہ کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جب کے عالیہ رباب کے گلے ہی لگ گئی تھی

"تھینک یو سو مچ بھابھی آپ بہت اچھی ہیں"

رباب مسکرائی تھی اور ساتھ ہی رباب کو ایک شرارت سوجھی

"عالیہ ماشااللہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہو میرا بھائی بیچارہ تو گیا کام سے رباب نے عالیہ کو دیکھتے ہوئے آنکھ ماری تھی جب کہ عالیہ سرخ ہو گئی تھی

رباب اسکے سر پہ پیار کرتے ہوئے کمرے سے باہر آئی تھی وہ اپنے روم میں گئی اور اپنے روم کو لاک کیا تھا شیشے میں آکر وہ کھڑی ہوئی ایک سرسری سی نگاہ خود پہ ڈالنے کے بعد وہ پلٹی ہی تھی کہ اپنے سامنے ضراب کو دیکھ کے چیخ نکلنے ہی والی تھی کہ ضراب نے اسکے ہونٹوں پہ اپنا ہاتھ رکھ لیا اور بولا

"بے بی میں ہوں ٹنشین نہ لو"

آپ ہیں تب ہی تو ٹنشین ہے اور مجھے یہ بتائیں کہ آپ اندر کیسے آئے؟

رباب نے ایک ہاتھ کمر پہ رکھ کر ایک اسٹائل سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

بے بی تم نے مجھے بیوقوف سمجھ رکھا ہے آفکورس کھڑکی سے آیا ہوں

رباب نے ایک نظر اسکو دیکھا اور پھر اپنی انگلی سے اشارہ کرتی ہوئی بولی

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی سو پلیز جائیں

ضراب نے ایک نظر رباب کو دیکھا پھر اپنی طرف کھینچا

رباب اس کے لیے بالکل تیار نہیں تھی وہ سیدھی ضراب کے سینے سے ٹکرائی تھی

چھوڑیں مجھے ضراب کیا کر رہے ہیں؟

چھوڑنا ہی ہوتا تو پکڑتا کیوں بے بی؟

ضراب پاگل ہو گئے ہیں کیا؟

رباب مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی

ہاں تمہارے لیے ہی تو پاگل ہوں تم ہی تو عشق ہو میرا تم ہی ضد ہو تم ہی جنون بھی

رباب کو ضراب کی آنکھوں میں سچائی دیکھائی دی تھی

آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی تم

ضراب نے بہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اپنے لب رباب کی گردن پہ رکھے تھے

ضراب کا لمس محسوس ہونے پہ رباب تڑپ اٹھی تھی

ضراب نے جب رباب کو اسطرح دیکھا تو اسے بیڈ پہ جا کے بیٹھایا اور بولا

"رباب میں جانتا ہوں میرا گناہ بہت بڑا ہے شاید میں معافی کے قابل نہیں ہوں لیکن پلیز میں اپنے کیے پہ بہت شرمندہ ہوں میں سچ میں عشق کرنے لگا ہوں تم سے پلیز معاف کر دو میں تمہارا انتظار کروں گا اپنی آخری سانس تک"

بول کے ضراب وہاں سے چلا گیا تھا

رباب کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا تھا تو کیا واقعی ہی رباب نے ضراب کو معاف کر دیا تھا؟

عمر نے کمرے میں آیا

عالیہ کا دل زور سے دھڑکا تھا

آہمممم

وہ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے بولا

بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری جان

عمر نے دیوانہ وار عالیہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا

عالیہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی

عمر یہ فوٹوز یہ سب کیا ہے؟

یہ سب میری طرف سے تمہارے لیے ایک گفٹ ہے

اچھا لگا؟

ہاں بہت خوبصورت ہے

ابھی تمہارے لیے ایک اور گفٹ ہے؟

کونسا گفٹ

یار تمہاری منہ دکھائی اور کیا

اچھا تو دیں

عمر نے ایک مخملی ڈبیا سے ایک خوبصورت ڈائمنڈ کا بریسلیٹ نکالا تھا اور اسکے بازو میں پہنایا تھا

ڈیٹس بیوٹی فل عمر

عالیہ نے بریسلیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا

عمر نے عالیہ کا ہاتھ تھام کر اس پہ بوسہ دیا تھا

اور بولا تھا

ایسے ہی ہنستی رہا کرو بہت پیاری لگتی ہو

عمر کی پر تپش نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ نظریں جھکا گئی تھی

عمر عالیہ کے قریب ہوا تھا

اور آہستہ سے اسکا ڈوپٹہ اتارا تھا

اور اسکے بالوں کو پنز سے آزاد کیا تھا

اور آگے بڑھ کر اسکے بالوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا

عالیہ کی دل کی ڈھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں

عمر نے عالیہ کی پیشانی پہ اپنے لب رکھے تھے

عالیہ نے اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اسکے لمس کو محسوس کیا تھا

عمر

عالیہ نے عمر کو پکارا تھا

جی عمر کی جان

آپ ہمیشہ مجھے یونہی پیار کریں گے نہ؟

ہاں ہمشیہ میرا پیار کبھی بھی تمہارے لیے کم نہیں ہو گا بلکہ یہ ہر نئے دن کے ساتھ اور بڑھتا جائے گا

عمر کے منہ سے اظہار سن کر اسکو اپنی رگوں میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا

اس نے عمر کے سینے پہ سر رکھا تھا

جب ہی عمر نے اسکو اپنے سامنے کرتے ہوئے پیار سے کہا

پھر اجازت ہے؟

عالیہ نے نظریں جھکا کے ایک دفعہ پھر عمر کے سینے پہ سر رکھا تھا

عمر سمجھ گیا تھا

اس لیے اس نے روم کی لائیٹ آف کی اور عالیہ پہ جھکتا چلا گیا تھا۔

صبح عالیہ کی آنکھ عمر سے پہلے کھل گئی تھی اس لیے وہ جلدی سے شاور لے کر نکلی اور عمر کو جگانے لگی تھی

عمر و عمر

اٹھیں نا دیکھیں ٹائم کیا ہو گیا ہے

عالیہ ذرا سی آگے کی طرف جھکی تھی کہ عمر نے ہاتھ کھینچ کر خود پہ گرا لیا

عمر

افففف کتنی ایکٹنگ کرتے ہیں میں سمجھی آپ سو رہے تھے

عمر مسکرا دیا

چلیں اٹھیں دیر ہو رہی ہے

ایک شرط ہے میری

عمر نے کہا

کیسی شرط؟

عالیہ نے پوچھا

روز صبح ایسے ہی رومینٹک طریقے سے جگاؤ گی تو اٹھو گا

عمر نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا تھا

عمر آپ ہٹیں پیچھے

میں آپ سے بات نہیں کروں گی

عالیہ نے سرخ ہوتے چہرے سے کہا

اوکے پھر میں بھی نہیں اٹھوں گا

اوکے ٹھیک ہے ایسے ہی اٹھاؤں گی

عالیہ نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا تھا

عمر نے مسکرا کر اس کے گال پہ کس کی تھی اور واشروم چلا گیا تھا۔

مناہل جہاں کہی بھی آتی جاتی دو نظریں اسکا پیچھا کرتیں اور آج مناہل ڈرائیور کے ساتھ اکیلی کچھ کام سے باہر آئی تھی آج یلماز ساتھ نہیں تھا کیوں کے اسکے کچھ ضروری

کام پڑ گیا تھا ایک کیس کے سلسلے میں جس کی وجہ سے اسکو تھانے کے لیے نکلنا پڑا تھا

اور احد نے اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر سے مناہل کو کڈنیپ کر لیا تھا

احد کے کسی بندے نے بڑی مہارت سے مناہل کے منہ پہ رومال رکھا تھا اور ایک سکینڈ کے اندر مناہل اسکی بانہوں میں جھول گئی تھی۔

مناہل کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک کمرے میں بند پایا تھا جو نہایت کشادہ اور خوبصورت تھا وہ حیران تھی کہ اسکو یہاں کون لایا؟

ساتھ میں وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ یلماز کو اسکے کڈنیپ ہونے کا پتہ ہو گا بھی یا نہیں

اس پل مناہل کو شدت سے یلماز کی یاد آئی تھی ساتھ وہ اللہ سے دعا کرنے لگی تھی کہ کسی طرح یلماز یہاں پہنچ جائے

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا

مناہل نے جب غور سے دیکھا تو وہ ایک پینتیس سالہ مرد تھا

تت۔۔ تم تم کون ہو

اور کیوں لائے ہو یہاں مجھے؟

مناہل نے سوال کیا

تمہارا عاشق ہوں میری جان یاد کرو کون ہوں میں

احد کھوکھر

مناہل نے حیرت سے دیکھا تھا

ہاں میں ہی احد کھوکھر ہوں تمہارا احد

بکواس بند کرو اپنی

اس نے مناہل کے منہ کو پکڑ کر کہا

میرا ایلماز آ گیا نہ تو وہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا

اوو ورئیلی ڈارلنگ

پہلے اسے یہاں آنے تو دو

وہ آئے گا ضرور آئے گا

ٹھیک ہے وہ اگر مجھے ہرانے میں کامیاب ہو گیا تو میں تم دونوں کو جانے دوں گا اور اگر

وہ ہار گیا تو ابھی اور اسی وقت تمہارا اور میرا نکاح ہو گا

اس کو بیڈ پہ پھینکتے ہوئے وہ باہر نکل گیا تھا

مناہل کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے وہ شدت سے دعا کر رہی تھی

وہ دعا مانگ رہی تھی کہ اچانک اسکی نظر اپنی چین پہ پڑی تو اسے ایک امید کی کرن نظر آئی تھی مطلب اب یلماز آسانی سے مناہل کو ڈھونڈ سکتا تھا۔

یلماز گھر آیا تو سب سے مناہل کو کمرے میں دیکھا وہ وہاں نہیں تھی کیچن میں دیکھا وہاں بھی نہیں ختہ کے پورا گھر چھان لیا نہیں ملی مگر وہ باہر گیا اور ڈرائیور سے پوچھا اور ڈرائیور نے سب سچ سچ بتا دیا تھا

لہو برساتی نظروں سے اس نے ڈرائیور کی جانب دیکھا اور خود پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہے

"نہیں میرے اللہ اس بار اسکو مجھ سے دور مت کرنا میں مر جاؤں گا میں نہیں رہ سکتا اسکے بنا یا خدا پلیز ایک آنسو گرا تھا یلماز کی آنکھ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے مناہل کی

وہی چین یاد آئی وہ بھاگتا ہوا کمرے میں پہنچا تھا اور اسنے مناہل کو ٹریس کر لیا تھا

ساتھ ہی گاڑی کی چابیاں اٹھائی تھیں اور ایک کال ملائی تھی

ہاں علی اس پتے پر پہنچو اور ساتھ میں دو تین آدمی اور بھی رکھ لینا اور پولیس کی گاڑی میں مت آنا میں نہیں چاہتا کہ ہمارا دشمن چوکنا ہو جائے

ہمم اوکے گڈ آئیم ویٹنگ

بول کر کال کٹ کر کے اس نے گاڑی کی سپیڈ کو فل کیا تھا کیوں کے اسے کسی بھی طرح سے مناہل تک جلد از جلد پہنچنا تھا۔

وہ مناہل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب وہ اندر کیسے جاتا کیوں کے سامنے ہی احد کے آدمی کھڑے تھے وہ یہ ہی سوچ رہا تھا کہ اچانک اس پیچھے کی جانب ایک دروازہ نظر آیا تھا اس نے علی کو اور اپنے باقی بندوں کو اشارہ کیا کہ وہ یہی رک کر اسکا انتظار کریں اسکا اور جب وہ سگنل دے تو اندر آ جائے

یلماز اندر جا چکا تھا باہر مین انٹرنیس پہ دو آدمی تھے یلماز کے باقی ساتھیوں نے ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالا تھا اب اندر جانے کا راستہ صاف تھا احد نے جب گولیوں کی آواز

سنی تو اس نے اپنی گن اٹھالی اور مناہل کے کمرے کی جانب گیا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تھا

آگیا تمہارا عاشق

احد نے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

مناہل کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی

میں نے کہا تھا نہ کہ وہ ضرور آئے گا اور وہ آگیا

احد کے ماتھے پہ بل پڑے اور اس نے آگے بڑھ کر مناہل کو اسکے بالوں سے جکڑا اور بولا

"وہ یہاں آیا تو اپنی مرضی سے ہے مگر جائے گا میری مرضی سے اور میری مرضی تو تم جانتی ہی ہو میری جان

احد نے ایک کمینگی مسکراہٹ مناہل کی جانب اچھالی اور پھر بولا

اب بتاؤ کون بچائے گا تمہارے اس سو کالڈ شوہر کو مجھ سے

مناہل مسکرائی تھی

جب کے احد حیران ہوا تھا

اپنا سوچ کمینے تجھے کون بچائے گا اس سے

مناہل نے پیچھے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

احد نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو علی اور یلماز دونوں کھڑے تھے

یلماز نے اپنی دونوں بازو ہمشیہ کی طرح پھیلائی تھیں مناہل کے لیے اور وہ بھاگ کر اسکی بانہوں میں ہمیشہ کی طرح سمائی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم ٹھیک ہو نا جانم؟

یلماز نے فکر مندی سے پوچھا

ہاں ٹھیک ہوں آپ کے ہوتے ہوئے کیا ہو سکتا ہے مجھے

آپ تو ٹھیک ہیں نہ؟

یلماز کو مناہل کا کیئر نگ انداز بہت پسند آیا تھا

ہاں میں بھی ٹھیک ہوں

اور احد جو غصہ ضبط کیے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا بولا

"بہت ہو گئی تمہاری یہ عاشقی"

اب بس تم کلمہ پڑھ لو یلماز خان

احد نے ٹریگر پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ احد نے اسکے ہاتھ پر گولی ماری تھی وہ درد سے کراہ کے رہ گیا تھا

علی نے اور یلماز کے باقی بندوں نے آگے بڑھ کر احد کو گھیرے میں لے لیا تھا یلماز نے مناہل کو خود سے الگ کیا اور ہتھکڑیاں لے کر آگے بڑھا

اور احد کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتے ہوئے بولا

" You are Underarrest Mr Ahad Khokar "

علی اسکو ہتھکڑیاں پہنانے لگا تھا کہ احد نے علی سے ہتھکڑیاں لی اور بولا

"اسکو ہتھکڑیاں میں خود پہناؤں گا ویسے بھی میری دلی خواہش تھی کہ اپنے دشمن کو خود اپنے ہاتھوں سے یہ شرف بخشوں"

یلماز نے ایک طنزیہ مسکراہٹ احد کی جانب اچھال کے ہتھکڑیاں اسکو پہنائی تھی اور

بولا

لے جاؤ اسے اور اتنی اذیت دو اسے کہ یہ موت مانگے اور وہ بھی نہ ملے اسے"

اصل میں احد کھوکھر ایک غنڈہ تھا بہت سے الیگل ایشوز اور کاموں میں ملوث تھا جیسے کے اسمگلنگ وغیرہ تو آج ملک کو ایک بہت بڑے غنڈے سے بھی نجات ملی تھی اور یہ صرف یلماز کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔

یلماز کو اسکی اس کامیابی پہ نہ صرف داد ملی تھی بلکہ اسکی پروموشن کے ساتھ ساتھ اسکا رینک ایس سی پی سے ڈی ایس پی ہو گیا تھا

مناہل بھی بہت خوش تھی یلماز نے جیسا کہا تھا ویسے کر دکھایا تھا مناہل کے مجرموں کو انکے کیے کی سزا مل چکی تھی اور آج حقیقت میں مناہل کو انصاف ملا تھا۔

رات کو یلماز ٹیرس پہ کھڑا تھا کہ پیچھے مناہل آ کھڑی ہوئی اور اس نے یلماز کو بیک سے ہگ کیا تھا

"تھنکس یلماز آپ نے میرے لیے اتنا کچھ کیا میں کیسے آپکا شکریہ ادا کروں"

جانم میں نے عشق کیا ہے تم سے اور جن سے عشق کیا جائے انکے لیے جان بھی دے

دی جائے تو وہ بھی کم ہے

اللہ نہ کرے آپکو میری عمر بھی لگ جائے

مناہل نے نم آنکھوں سے کہا

یلماز نے مناہل کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنے تھے

یلماز مجھے آپکو کچھ کہنا ہے

ہاں نہ جانم کہو نہ

مناہل کچھ پل کے لیے رکی اور پھر بولی

اس دن جب آپ نے مجھے پرپوز کیا تھا اس ٹائم میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا لیکن آج میں کہنا چاہتی ہوں آپ سے یلماز آپ کے بنا میری زندگی ادھوری ہے میری زندگی بالکل بے رنگ ہو چکی تھی لیکن آپ نے میری زندگی میں آکر اسکو رنگوں خوشبو اور پیار سے بھر دیا ہے آپ نہیں تو میں نہیں جہاں آپ وہاں میں آئی یو یلماز آئی لو یو سو مچ یو آر دا ریسٹ آف مائے لائف آئی کانٹ لیو ود آؤٹ یو بی مائن فار ایور"

مناہل کے منہ سے اظہارِ محبت سن کر یلماز کی رگوں میں سکون اتر گیا تھا

"آئی لو یو ٹو جانم اینڈ آئی ول آلاویز بی یوز"

جانم؟

جی

تم نے شکریہ کہنے کی بات کی تھی نہ؟

ہاں کیوں

ایک آئیڈیا ہے میرے پاس تھینکس بولنے کا

وہ کونسا؟

مجھے دو پیارے سے بیٹا اور بیٹی دے دو

یلماز کی بات سن کر مناہل لال ٹماٹر ہوئی اور بولی

بہت بے شرم ہیں آپ

بول کے اندر کی جانب بھاگی

پیچھے یلماز کا قہقہہ بلند ہوا تھا اور وہ بولا

"ارے جانم رکو تو سہی"

بول کر وہ بھی اسکے پیچھے بھاگا تھا۔

دامیان نے رباب اور ضراب دونوں کو ڈنر پہ انوائیٹ کیا تھا

رباب نے مجبور ہو کر کال کر لی تھی ضراب کو

"تمھیں پتہ ہے نا مجھے وہ انسان زہر لگتا ہے"

ضراب نے کہا تھا

ہاں لیکن آپ واقعی ہی اگر مجھ سے عشق کرتے ہیں تو میرے ساتھ چلیں گے وہ اپنی غلطی پہ شرمندہ ہے بس معافی مانگنا چاہتا ہے اور کچھ نہیں

اوکے صرف تمہارے کہنے پہ تیار ہوں میں رات کو تیار رہنا پک کر لوں گا میں

اوکے

اور ہاں سنو

جی

آج وائٹ کلر پہننا مجھے تمھیں اس کلر میں دیکھنے کا بہت دل چاہا رہا ہے

رباب کا دل زور سے دھڑکا تھا

ہمم اوکے

بول کر جلدی سے اس نے کال ڈسکنٹ کی تھی اور اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں پہ قابو پانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

رباب نے آج وائٹ کلر کا شاٹ فراک پہنا تھا ساتھ میں اس نے لمبے بالوں کو کھلا چھوڑا تھا کانوں میں وائٹ کلر کے ایئر رنگز پہنے تھے آنکھوں میں صرف کاجل اور ہونٹوں پہ لال لپ اسٹک پھیر لی تھی ساتھ میں وائٹ کلر کی ہیلز پہن لی تھیں۔

خود پہ ایک نظر ڈال کر وہ نیچے آگئی

رباب بیٹا کہاں جا رہی ہو؟

رباب کی مما نے پوچھا

مما میں ضراب کے ساتھ ڈنر پہ جا رہی ہوں تھوڑی دیر میں واپس آجاؤں گی

اوکے بیٹا خیال رکھنا اپنا

اوکے مماااللہ حافظ

ثانیہ بیگم دل ہی دل میں خوش ہوئیں تھیں کہ رباب کا دل پگھل رہا تھا ضراب کو لے کر انھوں نے ضراب اور رباب کی خوشیوں کے لیے ڈھیروں دعائیں مانگیں تھیں لیکن فلحال قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

رباب جب نیچے آئی تو ضراب گاڑی سے ٹیک لگا کر اس کا ہی ویٹ کر رہا تھا اسکو دیکھ کر اس کے بے پناہ حسن میں وہ کھو گیا تھا کیا تھی یہ کس قدر اسکے حواسوں پہ سوار ہو چکی تھی وہ اس سے عشق کرتے کرتے خود کو گنوا بیٹھا تھا وہ ضراب مرزا جو کبھی کسی کی ایک نہ سنتا اپنی مرضی کرتا وہ آج ایک معمولی سی لڑکی کی بات مان گیا تھا

نہیں وہ لڑکی معمولی نہیں تھی وہ لڑکی اسکا عشق تھی اور ضراب مرزا کی پسند معمولی تھوڑی ہو سکتی تھی کیا۔

وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا جب رباب نے اسے پکارا

"چلیں"

ہمم چلو

کہہ کر اس نے اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی

رباب ضراب کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی

کیوں کے وہ بار بار سامنے سے نظر ہٹا کر اسکی جانب دیکھتا

آخر کار رباب تنگ آکر بولی

"اوفوو ضراب مرنے کا ارادہ ہے کیا"؟

جو پہلے ہی کسی پہ مر چکا ہو وہ اور کیا مرے گا؟

آپکی ان فضول باتوں کے لیے ٹائم نہیں ہے میرے پاس

رباب بولی تھی

ہائے ظالم لڑکی اور ہائے رے یہ عشقِ ظالم

مجھ جینے نہیں دیتا

ضراب نے ٹھنڈی آہ بھر کہا

"یہ عشق نہیں آسان

بس اتنا سمجھ لیجیے

اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے"

رباب کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی

مگر جلدی ہی خود کو کمپوز کر کے بولی

"اپنی نظریں مجھ سے ہٹا کر ڈرائیونگ پہ مرکوز رکھیں"

رباب بے کہا

ٹھیک ہے لیکن مجھے ایک کام ہے پہلے اسکو کر لوں اسکے بعد

ضراب نے کہا

کونسا کام؟

رباب نے پوچھا

یہ کام ضراب نے بول کر گاڑی ایک طرف روکی اور رباب کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس

پہ جھکا

رباب کی آنکھیں حیرت سے کھلیں تھیں

دونوں ہاتھ ضراب کے سینے پہ رکھ کر اس نے اسکو خود سے دود کرنے کی کوشش کی

مگر وہ ضراب ہی کیا جسکو کسی بات کا اثر ہو جائے

چند لمحوں کے بعد اس نے اسے اپنی گرفت سے آزادی بخشی تھی

رباب لمبے لمبے سانس لینے لگی اور پھر خود کو گاڑی کے مرر میں دیکھا اسکی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اسکی ساری لپ اسٹک پھیل چکی تھی

انتہائی گھٹیا انسان ہیں آپ ایسے کون کرتا ہے

جب اتنا تڑپاؤ گی تو یہی حال ہو گا نہ

ضراب نے نظر اب سامنے ہی رکھی تھی

رباب جو ٹشو سے اپنی لپ اسٹک صاف کرنے میں مصروف تھی پل بھر رکی تھی۔

ساری لپ اسٹک خراب کر دی میری

رباب نے صدمے سے کہا

تو کیا ہوا تم نے لگائی بھی تو میرے لیے ہی تھی نہ

ضراب نے کہا

اور آپکو کس نے کہا کہ میں نے آپکے لیے لگائی تھی

تو کیا میرے لیے نہیں لگائی تھی ضراب نے آبرو اچکا کر پوچھا

نہیں

رباب نے بولا ہی تھا کہ ضراب نے اسکی بازو پکڑ لی اور سرخ آنکھوں سے بولا

پھر کس کے لیے لگائی تھی

ضراب کی آنکھوں میں اپنے لیے اس قدر شدت دیکھ کر رباب دنگ رہ گئی

بولو کس کے لیے لگائی تھی ضراب نے اسکی بازو پہ گرفت مضبوط کی تھی

آپ۔۔آپ کے لیے ہی لگائی تھی

رباب نے موقعے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے جواب دیا

ضراب مسکرا اور اسکا ہاتھ چوم لیا جب کے رباب صرف ضراب کے بارے میں سوچتی

رہ گئی کیسا دھوپ چھاؤں جیسا شخص تھا یہ

وہ لوگ دامیان کے گھر پہنچ چکے تھے ضراب نے رباب کا ہاتھ پکڑ کر رکھا تھا جب دامیان نے یہ دیکھا تو وہ بہت جلا مگر جلد ہی خود کو کمپوز کر گیا

اسلام و علیکم بوتھ آف یو

و علیکم اسلام

کیسے ہو دونوں

الحمدللہ بہت خوش

تم اپنی سناؤ ضراب بولا

ہاں میں بھی ٹھیک ہوں

آپ اندر چلو نہ باہر ہی کھڑے رہو گے کیا؟

اندر چل کر وہ تینوں ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے

ایکچولی ضراب اور رباب میں اپنے کیے پہ شرمندہ ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اس

دن پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا مجھے

دامیان نے ناٹک کرتے ہوئے کہا تھا

اٹس اوکے تمھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے ہمارے لیے یہ ہی بہت ہے ضراب نے مسکرا کر کہا دامیان بھی مسکرا دیا

اتنی دیر میں کھانا بھی لگ چکا تھا

وہ لوگ کھانے کے ٹیبل پہ جا کے بیٹھے تھے

ایکس کیوزمی

واشروم کدھر ہے؟

ضراب نے پوچھا

دامیان نے راستہ بتا دیا تو وہ اٹھ کر واشروم چلا گیا

جیسے ہی وہ واشروم گیا تھا کہ دامیان نے اپنی گن نکال کر رباب پہ تان لی

یہ کیا کر رہے ہو؟

رباب اگر تم میری نہ ہوئی تو میں تمھیں کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گا

یا تو مجھ ہاں کر دو یا پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ

دامیان نے کہا

نہیں میں تمہاری کبھی بھی نہیں ہوں گی سمجھے تم

اوکے تو پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ

دامیان نے بول کر ٹریگر پہ ہاتھ کر ایک فائر کیا تھا ساتھ ہی رباب کی چیخ بلند ہوئی تھی

رباب تو بالکل سلامت تھی تو گولی کسے لگی تھی گولی ضراب کو لگی تھی کیوں کے رباب

کے سامنے ضراب آ گیا تھا

رباب نے بے یقینی سے نیچے گرے ہوئے ضراب کی جانب دیکھا اور نیچے جھک کر اسکا

سر اپنی گود میں رکھا اور آنسو سے تر ہوتے چہرے کے ساتھ ضراب کی جانب دیکھا تھا

ضراب پلیز اپنی آنکھیں مت بند کرنا میری طرف دیکھو میں ہوں تمہاری روحی پلیز

رباب نے روتے ہوئے ضراب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا

ضراب نے رباب کی جانب دیکھا تھا اور مسکرایا تھا اور بولا تھا

رباب پلیز مجھے معاف کر دینا میں تمہارا مجرم ہوں تمہاری زندگی کو جہنم بنا دیا تھا مگر میرا خدا گواہ ہے کہ مجھے پتہ ہی نہیں چلا کب مگر سچا عشق ہو گیا ہے تم سے اور ہمشیہ رہے گا اپنا بہت خیال رکھنا اور ہو سکے تو معاف کر دینا مجھے

ضراب خاموش ہو گیا تھا

رباب کی سانسیں پل بھر کو تھمی تھیں

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا رباب نے ضراب کی نبض چیک کی تھی جو نہیں چل رہی تھی

دامیان حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

کہ رباب کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں اس نے نیچے پڑی ہوئی گن اٹھائی تھی اور دامیان پہ تان لی تھی

یلماز بھی وہاں آ گیا تھا اصل میں یلماز ضراب کو کال کر رہا تھا اور وہ اٹھا نہیں رہا تھا اور ضراب نے یلماز کو دامیان کی حقیقت کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ معافی مانگنا چاہتا ہے لیکن یلماز نے پھر بھی ضراب کو محتاط رہنے کا کہا تھا اور جب ضراب سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تو وہ پریشان ہو گیا اس لیے وہ دامیان کے گھر پہنچ گیا تھا اور سامنے کا

منظر دیکھ وہ دنگ رہ گیا تھا

بھابھی

نہیں پلیز آپ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتیں

پلیز دیکھیں میں جانتا ہوں اس نے جو کیا وہ غلط تھا لیکن میں وعدہ کرتا ہوں میں اسکو سزا دوں گا کڑی سے کڑی پلیز گن نیچے رکھ دیجیئے

لیکن رباب کو کچھ کہاں سنائی دے رہا تھا اسے تو بس اپنے ضراب کے مجرم کی جان لینی تھی

اور ساتھ ہی اس نے فائر کیا تھا دو گولیاں دامیان کے سینے میں پیوست ہو گئیں تھیں

دامیان کو مارنے کے بعد وہ ضراب کے پاس آئی تھی

اور بولی

"تمھیں زندہ ہونے پڑے گا ضراب مرزا ہر دفعہ تمہاری نہیں چلے گی مجھے تمھیں واپس لانے کے لیے جو کچھ بھی کرنا پڑا تھا میں کروں گی اب تک تم نے صرف اپنی شدت دیکھائی ہے اب میری دیکھو گے

یلماز نم آنکھوں سے مسکرایا تھا

اور دونوں کی خوشیوں اور ضراب کے صحت یاب ہونے کی دعا مانگی تھی رباب اور یلماز ضراب کو لے ہاسپٹل پہنچے تھے آل ریڈی وہ اتنالیٹ ہو چکے تھے اس لیے وقت ضائع کیے بغیر رباب نے ضراب کو آپریشن تھیٹر میں شفٹ کیا

یلماز کو اس نے منع کیا تھا کہ گھر میں فلحال کسی کو انفارم مت کرے جب تک آپریشن نہیں ہو جاتا

یلماز نے رباب کو بہت تسلی دی تھی

ڈھر کتے دل کے ساتھ رباب اندر داخل ہوئی تھی ساتھ ہی آپریشن تھیٹر کی لائٹس آن ہوئی تھیں

رباب نے کانپتے ہاتھوں سے ضراب کی شرٹ اتاری تھی

رباب کے اپنے کپڑے بھی سفید تھے وہ خون سے بھرے تھے کیوں کے ضراب کا سر گود میں جور کھا تھا۔

شرٹ اتارنے کے بعد اس نے جس جگہ گولی لگی تھی دل کے پاس وہاں سے نکلتے خون

کو صاف کیا تھا اور بلیڈنگ روکی تھی اور کچھ منٹس کے بعد گولی نکالی تھی

آنسو بار بار اسکے چہرے کو بھگو رہے تھے

گولی نکالنے کے بعد بھی جب ضراب کی جانب سے کوئی رسپانس نہیں آیا تو رباب پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

"یا اللہ پلیز میری مدد فرما میرے ضراب کو آیک نئی زندگی عطا فرما دے میں نہیں زندہ نہیں رہ سکتی اس کے بنا پلیز"

رباب نے شدت سے دعا کی تھی اور ساتھ ہی ضراب کو بجلی کے جھٹکے دیئے تھے اور واقعی ہی رباب کی شدت سے کی گئی دعا میں اتنا اثر تھا کہ ضراب کو موت کے منہ سے واپس کھینچ لائی تھی

ضراب کو فلحال ہوش تو نہیں آیا تھا مگر اسکی سانسیں چلنا شروع ہو چکی تھیں

رباب اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے باہر آئی تھی کہ یلماز جو کب سے باہر کھڑا ضراب کے لیے دعائیں مانگ رہا تھا رباب کے پاس آیا اور بولا

"بھابھی کیا ہوا ضراب ٹھیک تو ہے نا"؟

ہاں الحمداللہ ضراب ٹھیک ہیں میں نے کہا تھا نہ کہ ابھی تک ضراب نے میرے لیے اپنی شدت دیکھائی ہے اب وہ میری شدت دیکھے گا رباب نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا

ہاں بھابھی اگر ضراب کو آج ایک نئی زندگی ملی ہے تو صرف آپکی وجہ سے آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ دونوں کا عشق سچا ہے اور جتنا آپ سے وہ عشق کرتا ہے اتنا ہی آپ کرتی ہیں اللہ آپ دونوں کو ہمشیہ ساتھ میں خوش رکھے۔

آمین رباب نے مسکرا کر کہا

میں مل سکتا ہوں ضراب سے ابھی؟

نہیں ابھی بے ہوش ہیں اور ایک دفعہ روم میں شفٹ کر دیں تو مل لینا آپ

رباب بولی تھی۔

اوکے بھابھی

یلماز نے کہا۔

کچھ ٹائم کے بعد ضراب کو ہوش آیا تو اس نے یلماز کو اپنے پاس پایا

کیسا ہے ضراب؟

ہمم ٹھیک ہوں

رباب کدھر ہے کیسی ہے ٹھیک تو ہے نہ

ایک سانس میں سوال کیے تھے اس نے

ہاں میرے بھائی بھابھی بالکل ٹھیک ہے اور تجھے پتہ ہے اس نے خود تیرا آپریشن کیا ہے

یلماز نے ضراب کو آنکھ ماری

ضراب مسکرایا اور بولا

مجھے پتہ ہے میں اگر آج زندہ ہوں تو صرف اس کی وجہ سے ہی

یلماز حیران ہوا تھا اور بولا

تجھے کیسے پتہ

یلماز میری ہر ایک سانس اس کے نام لکھی ہے میں اس سے متلعق ہر ایک بات جانتا ہوں تو یہ کیسے نہیں پتہ ہو گی

یلماز مسکرا اور اسے ان دونوں کے عشق پہ رشک آنے لگا تھا۔

یلماز؟

ہاں

دامیان کا کیا ہوا؟

یلماز نے ایک نظر اسکی جانب دیکھا اور بولا

بھابھی نے اڑا دیا

ضراب نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا

ضراب کو ٹھیک ہونے میں دو سے چار ہفتے لگے اتنے میں مناہل اور یلماز اور عالیہ اور عمر ہنی مون سے ہو آئے تھے

آج ضراب کو ڈسچارج ہونا تھا

ضراب نے رباب کو ساتھ چلنے کا کہا تھا مگر اس نے ایک ہفتے کا ٹائم مانگا تھا ضراب بہت مشکل سے خود پہ کنٹرول کیے ہوا تھا لیکن اس نے رباب کی بات مان لی تھی کیوں کے ایک وہ ہی تو تھی جس کی ہر بات کو مان لیتا تھا ایک وہی اسکو سنبھالنا جانتی تھی۔

رباب نے یلماز اور ضراب دونوں سے بات کی تھی کیوں کے اس نے دامیان کا قتل کیا تھا اس لیے اس نے خود کو سرینڈر کیا تھا یلماز کے سامنے

ضراب رباب کے اس فیصلے پہ خاموش تھا

یلماز نے دونوں کو تسلی دی تھی کہ وہ رباب کو کچھ نہیں ہونے دے گا

اس نے ایک بیسٹ لائر ہائر کیا تھا جس کی وجہ سے رباب کے حق میں فیصلہ ہوا تھا۔

رباب نے ایک ہفتے کا ٹائم مانگا تھا تو آج سنڈے تھا مطلب کل رباب کو ضراب کے پاس جانا تھا اپنے گھر

رباب اپنے مما پاپا کے روم میں آئی تھی۔

ارے رباب بیٹا آؤ آؤ

رباب کے پاپا بولے

رباب دونوں کے پاس بیٹھی تھی

ایکچولی مما پاپا آپ دونوں سے مجھے ایک بات کرنی تھی

ہاں بیٹا بولو

وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے

اصل میں میں نے ضراب کو معاف کر دیا ہے

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرائے

"مجھے پتہ تھا میری بیٹی کوئی غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتی ہم دونوں اس فیصلے سے بہت خوش ہے تمھیں ایک اور موقع دینا چاہیے ضراب کو اس سے غلطیاں ہوئیں لیکن وہ بہت بدل گیا ہے وہ بہت پیار کرتا ہے تم سے بیٹا اور کسی کو یوں تڑپانا اچھی بات نہیں ہم دونوں تمہارے ساتھ ہیں ہمشیہ"

رباب نم آنکھوں کے ساتھ مسکرادی تھی اور تینوں نے ایک دوسرے کو گلے لگا لیا تھا

۔

رباب اپنے روم میں واپس آئی تھی کہ اسکے پہ کال آنے لگی

اسلام و علیکم

رباب نے ڈھر کتے ہوئے دل سے کہا

وعلیکم اسلام

پہلے ٹھیک نہیں تھا اب بالکل ٹھیک ہوں

رباب مسکرادی تھی

ہمم تو کیا خیال ہے آپ کا کل اپنے سسرال آنے کا یا میرے بوڑھے ہونے کا انتظار ہے

رباب ہلکا سا ہنس دی تھی جب کہ ضراب اسکی ہنسی کی گونج سن کر سرشار ہو گیا تھا

کل تم گھر نہیں آنا

کیوں

کیوں کے تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے

میرے لیے؟

ہاں تمہارے لیے بے بی

اور کل جو ڈلیوری مین آئے گا وہ جو کچھ بھی دے گا اسے پہن لینا میں کل خود تمھیں پک کرنے آؤں گا اور پلیز منع مت کرنا پلیز

ضراب کا انداز اتنا پیارا تھا کہ اس نے کل کاڈن کر دیا اور ڈھر کتے ہوئے دل کے ساتھ فون کو بند کیا تھا

کل وہ ایک دفعہ پھر سے اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنے والی تھی پچھلی دفعہ وہ بہت اداس تھی کیوں کے ضراب کے لیے محض وہ ایک چڑیا تھی جسے وہ پنجرے میں قید کرنا چاہتا تھا اس سے اپنا بدلہ لینا چاہتا تھا کسی بھی قیمت پہ مگر اس دفعہ وہ اسکا عشق تھی اس بار وہ بہت خوش تھی اس نے نماز پڑھ کر اپنے اور ضراب کے رشتے کے لیے دعائیں مانگیں تھیں جو کے قبولیت کا درجہ پا چکی تھیں۔

صبح کا دن ان دونوں کے لیے بہت خاص تھا

جب عمر عالیہ اور یلماز مناہل کو پتہ چلا تو وہ لوگ بھی رباب سے بہت خوش ہوئے تھے اور انھوں نے بھی ڈھیر ساری دعائیں دی تھیں رباب کو

شام کا ٹائم تھا جب ایک ڈلیوری مین آیا گیٹ رباب نے ہی کھولا تھا

اور سامان لے کر سائن کر کے گیٹ بند کر کے وہ اپنے روم میں آئی تھی

اس نے کھولا تو وہ ایک بڑا سا گفٹ بوکس تھا اس نے اسکو اوپن کیا تو ریڈ بلد کلر کی ریشمی

ساڑھی جو نہایت ہی خوبصورت تھی موجود تھی ساتھ میں ڈائمنڈ کا ہلکا سا سیٹ جس پہ سفید اور سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے موتی لگے ہوئے تھے اور ساتھ ہی ریڈ کر کی پنسل ہیلز بھی تھیں

رباب ان سب چیزوں کو دیکھ کے مسکرائی تھی۔

رباب کو ضراب کا میسیج آیا تھا کہ وہ آدھے گھنٹے میں اسے لینے آرہا ہے اس لیے رباب چینج کرنے چل دی تھی

وہ مرر کے سامنے بیٹھی تھی بالوں کو اس نے کرل کر کے چھوڑ دیا تھا ساڑھی ہاف بازو والی تھی اس لیے اسکے گورے بازو نظر آرہے تھے

میک اپ میں اس نے ہمشیہ کی طرح کاجل آئی لائنر مسکارا اور ہونٹوں پہ ریڈ بلد کر کی لپ اسٹک لگائی تھی اور ساتھ میں دونوں کلائیوں میں ریڈ کلر کی چوڑیاں پہنی تھیں اور جیولری میں اس نے ضراب کا دیا ہوا وہی سیٹ پہنا تھا مطلب وہ آج حقیقت میں ضراب کے ہوش اڑانے والی تھی اپنی ہیلز کی اسٹریپ بند کرنے کے بعد وہ نیچے اتر آئی تھی سب نے اسے دیکھ کے ماشااللہ کہا تھا ضراب بھی وہی موجود تھا کوئی اتنا زیادہ خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے ضراب نے دل میں سوچا تھا ضراب کی نظریں ہی نہیں

ہٹ رہی تھیں

آج رباب کو لگا کہ ایک دفعہ پھر سے وہ دلہن بنی ہے اور آج اسکی رخصتی ہے جاتے وقت وہ سب سے گلے ملی تھی اور ضراب کے ساتھ اپنی زندگی کے نئے سفر پہ نکل پڑی تھی

ضراب کہاں لے کر جا رہے ہیں

رباب کی آنکھیں بند تھیں کیوں کے ضراب نے کہا تھا

اب کھولو آنکھیں بے بی

اس نے آنکھیں کھولی تو سامنے کا منظر دیکھ کر دنگ رہ گئی کیوں کے وہ لوگ سمندر کے کنارے کھڑے تھے اور ساتھ ہی ایک چھوٹا سا خوبصورت گھر بنا ہوا تھا جس کو رنگ برنگی لائٹس اور ریڈ اور وائٹ گلابوں سے سجایا گیا تھا

ضراب آپ نے یہ سب میرے لیے کیا ہے؟

آفکورس بے بی تمہارے لیے ہے

تم ہیلز پہ تھک گئی ہو گی نا؟

ہمم تھک تو گئی ہوں

تو اتار دو نہ

ضراب نے فکر مندی سے کہا

رباب کو ضراب کا کیئر نگ انداز بہت اچھا لگا تھا

اب وہ نیچے جھکتی ہی کہ ضراب نیچے جھک کر اسکی ہیلز کی اسٹریپ اتارنے گا

ضراب یہ کیا کر رہے ہیں اوپر اٹھیں

ایسے اچھا نہیں لگ رہا مجھے آپکی جگہ میرے دل میں ہے میرے قدموں میں نہیں

رباب نے آخر دل کی بات کہہ ہی دی تھی

ضراب نے نظر اٹھا کر رباب کی جانب دیکھا اور مسکرا دیا تھا اور بولا

میری جان یہ سب میں اپنی خوشی سے کر رہا ہوں مجھے روکو مت کرنے دوں

اسکی ہیلز اتارنے کے بعد وہ سیدھا ہوا تھا

کہ اچانک ضراب کو شرارت سوجھی تھی

بے بی تم کیا کہہ رہی تھی؟

کہ میری جگہ تمہارے دل میں ہے

رباب کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی مگر آج وہ سوچ کے آئی تھی کہ اسے بتادے گی کہ وہ بھی عشق کرنے لگی ہے اس سے لہزا اس نے بولنا شروع کیا

رباب نے ضراب کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسکے لیے محبت ہی محبت دکھائی تھی اور وہ بولی

"میں نے یہ کہا تھا کہ محبت کرنے لگی ہوں آپ سے"

رباب نے اسکی پر تپش نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا کر کہا

کیا کیا کہا پھر سے کہو

ضراب کو شرارت سوجھی تھی

آئی سیڈ آئی لو یو

واٹ؟ سے اٹ اگین

رباب آگے بڑھی اور ضراب کا گریبان پکڑ کر کھینچا

مطلب اس دفعہ اس نے ضراب کا ہی طریقہ کاپی کیا تھا اور بولی

"میں نے کہا میں تم سے عشق کرنے لگی ہوں ظالم انسان"

ضراب نے رباب کو کمر سے پکڑ کی اپنی طرف کھینچا اور جو تھوڑا سا فاصلہ تھا اسے بھی ختم کرتے ہوئے وہ بولا

مجھے گریبان سے پکڑنے کا حق صرف تمھیں ہی حاصل ہے بے بی ورنہ تو تم ضراب مرزا کو اچھے سے جانتی ہو کسی کی ہمت نہیں کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے

رباب مسکرائی تھی اور بولی

جانتی ہوں مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے ضراب مرزا کو

رباب نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا تھا

جس پر ضراب کا قہقہہ بلند ہوا تھا

ویسے ایک بات کہوں

ضراب بولا تھا

جی کہیں۔

بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو

ضراب نے بہکتے ہوئے لہجے میں کہہ کر اسکے کان کی لو کو چوم لیا تھا اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنہ چہرہ اسکے چہرے کے قریب لے کر گیا تھا

رباب ضراب کی چالاکی کو سمجھ گئی تھی اس لیے فورا اسکی گرفت سے نکلی تھی

چھچھورے ہیں ویسے بہت زیادہ آپ

ضراب دلکشی سے ہنسا تھا اور بولا

تم تو جانتی ہو میں گھٹیا بھی ہوں آوارہ بھی ہوں چھچھورا بھی ہوں مگر صرف تمہارے معاملے میں تمہارے لیے

رباب کھل کر ہنسی تھی جب کہ ضراب پھر بولا تھا

بے بی کیا کروں تم قیامت لگ رہی ہو قسم سے دل تو چاہ رہا ہے ابھی وہ کچھ اور بولتا ہی کہ رباب نے اپنا ہاتھ اسکے منہ پر رکھ کر اسکا منہ بند کرایا

بس بس زیادہ ہو گیا

ضراب نے رباب کی طرف دیکھا پھر بولا

ڈانس؟

ضراب نے اپنا ہاتھ رباب کی جانب بڑھایا

کچھ لمحے رباب نے ضراب کے خوبصورت چہرے کی جانب دیکھا پھر اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے دیا

ضراب نے سونگ پلے کیا تھا

یوں ہی نہیں تجھ پہ دل یہ فدا ہے

سب سے تو علیحدہ سب سے جدا ہے

ناممکن تجھ سا کوئی چہرہ مل پانا

دل میرا چاہے تجھ سے میں کہہ دوں

واپس نہ جانا بانہوں میں تیری ساری شب جاگوں

آنکھ سے دیکھوں صبح کا آنا

یہ گانا کا ایک ایک بول ضراب کے دل کے جذبات عکاسی کر رہا تھا

ضراب نے رباب کو خود کے اس قدر قریب کیا کہ رباب کو لگا جیسے آج دو جسم ایک جاں کرنا کا ارادہ رکھتا ہو

ملو گے جو کبھی بتائیں گے کیا ہو تم

ملو اب اکیلے رہا جائے نہ

بہت ہی ضروری ہو

ختم ساری دوری ہو

کوئی فاصلہ اب سہا جائے نہ

مشکل ہے دل کو بن تیرے سمجھانا

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے

تجھ سے میں کہہ دوں واپس نہ جانا

بانہوں میں تیری ساری شب جاگوں

آنکھوں سے دیکھوں صبح کا آنا

رباب اور ضراب دونوں کے دل زور سے ڈھر کنے پہ مجبور ہو گئے تھے

جب کے ضراب تو رباب کے نشے میں اسکی قربت میں مدہوش تھا

عجب دل کی حالت ہو

جو تیری زیارت ہو

نظر کو نظارہ کوئی بھائے نہ یہ وہ بے قراری ہے

جو دریا سی جاری ہے

تیرا عشق مجھ کو بھا جائے نہ

ساحل کی طرح تو مجھ کو بچانا

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے

تجھ سے میں کہہ دوں واپس نہ جانا

بانہوں میں تیری ساری شب جاگوں

آنکھوں سے دیکھوں صبح کا آنا

سونگ آف ہوا تھا تو ضراب نے رباب کی جانب دیکھا جو سرخ ہو گئی تھی حیا کی چادر میں بھی وہ کس قدر معصوم لگ رہی تھی ضراب کا دل بے بے قابو ہوا اور اس نے اسکے ایک شدت بھری گستاخی کی تھی

رباب کی نظریں شرم کی وجہ سے جھک گئی تھیں

ضراب نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور اندر چل دیا تھا

آج کی پوری رات رباب نے ضراب کی شدتوں کو محسوس کرتے گزاری تھی

صبح رباب کی آنکھ کھلی تھی تو اس نے اپنے پاس سوئے ضراب کو دیکھا جو سوتے وقت بالکل بچوں جیسی معصومیت لیے ہوئے تھا

رباب نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور جھک کر اسکی پیشانی چوم لی

رباب نے آنکھ کھول کر رباب کو دیکھا رباب نے ایک شرمگیں مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی تھی اور ضراب تو گویا اس پہ فدا ہی ہو گیا تھا اور اسے سینے سے لگا کر آنکھیں موند

گیا تھا۔

پانچ سال بعد

اشب بیٹا اٹھو جلدی سے فریش ہو جاؤ تمہارے کزنز آنے والے ہیں اور آج تمہاری لاڈلی ماہ نور بھی آئے گی

رباب اپنے پانچ سال بیٹے اشب کو جگاتے ہوئے بولی

ماہ نور کا نام سنتے ہی اشب ایک جھٹکے سے بیڈ سے نیچے اترا تھا کیوں ماہ نور سے اشب بہت پیار کرتا تھا اسکے گلابی گال جن کو وہ ہمشیہ پکڑ پکڑ کر کھینچتا تھا بہت اچھے لگتے تھے

عمر اور عالیہ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی

بیٹے کا نام عمیر تھا اور بیٹی کا نام علیشہ تھا

جب کے مناہل اور یلماز کے بھی دو بچے تھے ایک کا نام ماہ نور تھا اور ایک کا نام یاسر تھا

ان سب میں بے تحاشا محبت اور پیار تھا

آج ان سب لوگوں کی دعوت تھی ضراب لوگوں کے گھر تو وہ لوگ ان کے گھر آرہے تھے۔

ضراب دروازے پہ کھڑا رباب اور اشب کی ساری باتیں سن چکا تھا

اشب تو واشروم چلا گیا تھا رباب نے جب ضراب کو مسکراتے دیکھا تو اسکے پاس آئی اور کہنے لگی

توبہ ہے دونوں ایک جیسے ہیں باپ بیٹا باپ بھی عاشق اور بیٹا بھی

ضراب کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا

ہاں بھئی ہم تو صرف آپکے ہی عاشق ہیں

ضراب نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا تھا

ان پانچ سالوں میں ضراب کا رینک بھی بڑھ گیا تھا اسکی بہترین کارکردگی کی وجہ سے

ضراب ایک نظر بھر کر رباب کو دیکھا تھا سکائے بلیو کلر کے فراک میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی آج بھی وہ اتنی ہی خوبصورت تھی جتنی پانچ سال پہلے ہوا کرتی تھی

ابھی وہ دونوں آپس میں باتیں کر ہی رہے تھے کہ اشب ضراب کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور بولا

"ڈیڈ"

جی ڈیڈ کی جان ڈیڈ کا شیر

ضراب نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا مجھے نہ ایک بہن چاہیے دیکھیں نا یاسر کے پاس ماہ نور ہے اور عمیر کے پاس علیشہ ہے میرے پاس کوئی بھی نہیں ہے اس لیے مجھے ایک بہن چاہیے

ضراب اشب کی بات سن کر ہنس دیا جبکہ رباب لال ٹماٹر ہو گئی کہ اچانک ضراب کو شرارت سوجھی

بیٹا تم اپنی موم سے اس بارے میں بات کرو میں تو کہتا ہوں کہ اشب کے لیے ایک چھوٹی بہن لے آئیں مگر تمہاری موم مانتی ہی نہیں ہیں"

ضراب نے رباب کو آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا جبکہ رباب ضراب کو محض گھور کر رہ گئی

موم ڈیٹس ناٹ فئیر آئی وانٹ آ سسٹر

اشب نے رباب کو کہا تھا

جب کے رباب کی بولتی بند ہو چکی تھی

اشب بیٹا تمہاری موم کو میں اپنے طریقے سے سمجھالوں گا تم ذرا جا کے دادو کو دیکھو کہ

وہ کیا کر رہی ہیں

اشب فورا بھاگتا ہوا روم سے نکل گیا تھا

ہمم تو کیا خیال ہے بے بی اشب کی باتوں پہ غور کیا جائے؟

ضراب نے رباب کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا

رباب نہیں کیا کر رہے ہیں کوئی آ جائے گا

تو آ جانے دو

کوئی دیکھ لے گا

تو دیکھ لینے دو

کوئی سن لے گا

تو سن لینے دو یو نو واٹ بے بی آئی ڈونٹ کیئر

رباب ہلکا سا مسکرائی تھی

رباب نے اپنے دونوں ہاتھ ضراب کے سینے پہ رکھتے ہوئے کہا تھا

ضراب آپ ہمشیہ مجھ سے ایسے ہی عشق کریں گے نہ؟

ضراب نے رہاسہا فاصلہ بھی ختم کرتے ہوئے کہا تھا

ہاں میری جان ہمشیہ ایسے ہی بلکہ اس سے بھی کئی زیادہ اتنا زیادہ کہ تمھیں خود سے محبت ہونے لگے گی

رباب مسکرائی تھی اور دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اتنا پیار کرنے والا ہمسفر عطا کیا تھا

رباب نے سر ضراب کے کندھے پہ ٹکا دیا تھا

بے بی

ہمم

کیا خیال ہے پھر اشب کے لیے ایک بہن کا ارینج کریں؟

رباب نے ایک نظر ضراب کو دیکھا پھر اسکی پر تپش نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا گئی اور ایک پنچ ضراب کے سینے پہ مار کر بولی

بہت ہی بے شرم ہیں آپ

ضراب دلکشی سے ہنسا اور ساتھ ہی بولا

ہائے ظالم لڑکی تمہارا یہ شرمانا اور تمہارا یہ عشقِ ظالم جان لے لے گا کسی دن میری

اللہ نہ کرے ضراب میری عمر بھی لگ جائے آپکو

رباب نے روہانسی ہوتے ہو کہا

بے بی

ہمم

فکر مت کرو اول تو اتنی جلدی مرنے والا نہیں میں نہ تمہاری جان اتنی آسانی سے

چھوڑوں گا اور اگر کبھی مر بھی گیا تو تمھیں ساتھ لے کر ہی مروں گا جہاں تم وہاں میں

کہہ کر اس نے رباب کے ماتھے پہ اپنے تشنہ لب رکھے تھے

ضراب کی باتوں کو سن کر رباب مسکرادی تھی اور ضراب کے سینے پہ سر رکھ دیا تھا جبکہ

ضراب کی رگوں میں بھی سکون کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔

انسان غلطی کا کٹ پتلا ہے ضراب سے بھی یہ ہی غلطی ہوئی کہ اس نے رباب کو سمجھنے

میں غلطی کی تھی اور جب تک اس کو احساس ہوا تھا تب تک دیر ہو چکی تھی لیکن مایوسی

کفر ہے اور یہ ہی بات ضراب نے کی تھی اس نے مایوس ہونے کے بجائے ہمت سے کام لیا تھا اپنی غلطی پہ وہ دل سے شرمندہ تھا اسکا عشق سچا تھا اس لیے ہی رباب نے اسے معاف کر دیا تھا ضراب نے جو دعائیں مانگی تھیں ان میں اس قدر شدت کی کہ اللہ نے اس کی دعاؤں کو قبول کر لیا تھا اور جب ضراب کی سانسیں رکی تھیں تب رباب کی دعاؤں میں اتنا اثر تھا اسکا عشق بھی سچا تھا کہ وہ ضراب کو موت کے منہ سے واپس لانے میں کامیاب ہوئی تھی یہ سچ تھا کہ انکی کہانی کی شروعات نفرت سے ہوئی مگر اختتام عشق پر ہوا تھا یہ واقعی ہی سچ ہے کہ جب آپ کسی کو سچ دل سے چاہتے ہو تو پوری کائنات کیا آپکا رب خود کن فرما دیتا ہے کیوں کے وہ دلوں کے حال جانتا ہے ضراب اور رباب کا عشق بھی سچا تھا اس لیے اللہ نے انکے عشق پر بھی کن فرما دیا تھا۔

****

❤️ ختم شدہ ❤️

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین